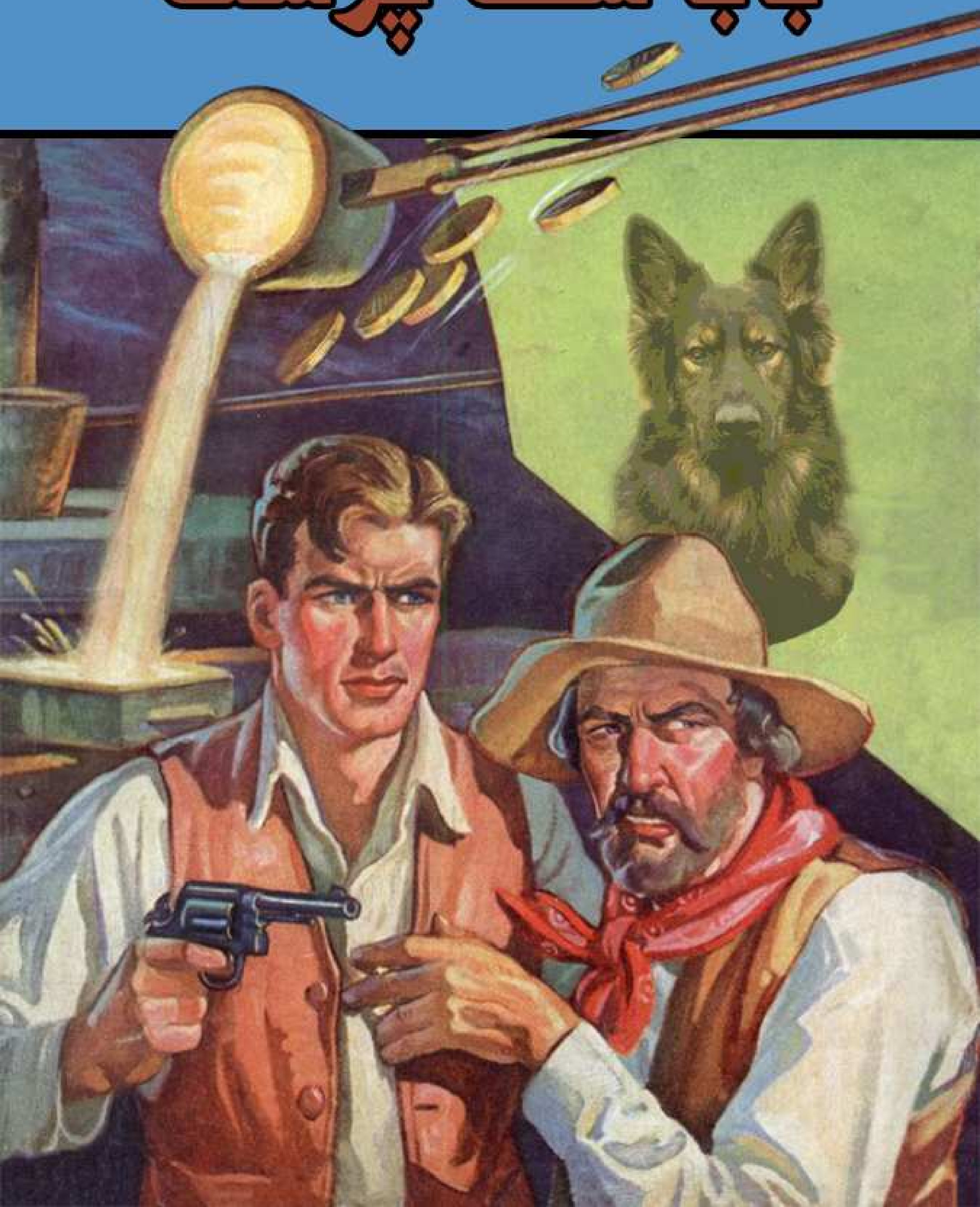
بابا سگ پرست



عمران سیریز نمبر 98

بابا سگ پرست

(دوسرا حصہ)

پیشرس

بھائی! پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ انشاء اللہ میری نئی کتابیں پابندی سے حاضر خدمت ہوتی رہیں گی۔ اُن پر ابن صفی میگزین اثرانداز نہیں ہوگا۔ ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ میرا ذریعہ معاش تو میری کتابیں ہیں۔ میگزین میری ملکیت نہیں ہے۔ میرے ایک دوست نکال رہے ہیں اور آپ کا یہ خیال بھی غلط ہے کہ کچھ دنوں کے بعد میری نئی کتابیں بھی میگزین ہی میں چھپنے لگیں گی۔ جب میگزین میری ملکیت نہیں ہے تو میں اپنا ذریعہ معاش اُس کے حوالے کیوں کرنے لگا۔ البتہ اُن لوگوں کے لئے ایک آدھ پچھلی کتاب اُس میں ضرور چھپتی رہے گی جو ناول نہیں پڑھتے۔ صرف ڈائجسٹ پڑھتے ہیں اور قسطوں کی صورت میں بے حد ضخیم ناول بھی ہضم کرتے رہتے ہیں۔ ساتھ ہی خوش بھی ہوتے رہتے ہیں کہ ناولوں کی چاٹ انہیں نہیں لگی۔! لہٰذا میں انہیں اپنے ناول کی چاٹ ضرور لگاؤں گا۔ ذرا پڑھ کر تو دیکھیں۔!

آپ کو یاد ہوگا کہ ۶۰ء میں جاسوسی دنیا کا میگزین ایڈیشن نکالا تھا اور اُس میں ایرج و عقرب (شکرال) کی داستان شروع کی تھی۔ اُس کی ایک کہانی بلدران کی ملکہ نامکمل رہ گئی تھی۔ سولہ سال بعد وہ بھی ابن صفی میگزین میں آگے بڑھی ہے۔ مطلب یہ کہ میگزین کے لئے ایرج و عقرب کی داستان چلے گی اور اس میگزین میں آپ

"تزک دو پیازی" بھی پڑھیں گے۔

(اُن حضرات کے لئے مژدہ جو ابھی تک صرف شہنشاہوں کی "تزکین" پڑھتے رہے ہیں) یہ ایک عوامی کردار مُلا دو پیازہ کی تزک ہے۔!

اب آیئے بابا سگ پرست کی طرف حاملہ کتیا کی کہانی اس کتاب میں بھی ختم نہیں ہو سکی۔ اگلی کتاب میں مکمل ہو گی۔ اس کے بعد انشاء اللہ پلاٹینم جوبلی نمبر پیش کروں گا اور آپ کی یہ خواہش بھی پوری ہو جائے گی کہ آپ میری کوئی کتاب چھ روپیوں کی خرید رہے ہیں۔ آئے دن لکھتے رہتے ہیں نا کہ خواہ دس روپے کی کتاب چھاپئے لیکن ضخیم ہونی چاہئے۔ اب مجھے دیکھنا ہے کہ چھ روپئے والی کتاب کی بھی تعداد اشاعت برقرار رہتی ہے یا نہیں۔ اسی سے مجھے اندازہ ہو جائے گا کہ آپ اپنی "چاہت" کے دعوے میں کس حد تک سچے ہیں! خدا آپ کو ثابت قدم رکھے۔ آمین!

ایک صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ اب میگزین کی کیوں سُوجھی کیا واقعی فیکٹریاں لگانے کا ارادہ ہے؟ نہیں بھائی مجھ میں فیکٹری لگانے کی صلاحیت نہیں ہے اور نہ اپنی ضروریات سے زیادہ کمانا چاہتا ہوں۔ مجھے صرف قلم ہی کی مزدوری راس آتی ہے اور اسی میں خوش ہوں۔ شاکر ہوں....

والسلام

ابنِ صفی

۲۲ر جنوری ۱۹۷۷ء



سلیمان کی زبان کسی طرح رکنے کا نام ہی نہیں لیتی تھی۔ اور جوزف رہ رہ کر اس طرح کان جھاڑنے لگتا تھا جیسے کوئی مچھر لاگو ہو گیا ہو اور بہر حال مصر ہو کہ اس کی پوری نثری نظم سن ہی لی جائے.... قصہ دراصل یہ تھا کہ عمران نے دس بارہ دن سے شکل نہیں دکھائی تھی۔ اور کچن کے بجٹ میں اتنی رقم نہیں تھی کہ دونوں میاں بیوی روزانہ مرغ کھا سکتے اور میٹنی شو بھی دیکھ سکتے۔ لیکن جوزف کی چھ بوتلوں میں فرق نہیں آیا تھا۔

"آخر یہ سسریاں کہاں سے ٹپک پڑتی ہیں....!" سلیمان زور سے دھاڑا اور جوزف صرف مسکرا کر رہ گیا۔

"ہاں سالے مسکراؤ.... مسکراؤ... کسی دن کوئی گھونٹ پھانسی کا پھندا ہی بن جائے گا۔!"

"ارے کیوں کوس رہا ہے اسے....!" دوسرے کمرے سے گلرخ کی آواز آئی۔

"تو چپ رہ بڑی آئی حمایتی بن کر....!"

"او بدماش.... ہمارا بہن کو ڈانٹے گا....!" جوزف گھونسہ تان کر کھڑا ہو گیا۔

سلیمان اچھل کر پیچھے ہٹا تھا اور ٹھیک اسی وقت فون کی گھنٹی بجنے لگی تھی۔ جوزف اُس کی طرف متوجہ ہو گیا۔ اس نے میز کی جانب بڑھ کر ریسیور اٹھایا اور سلیمان چپ چاپ کھسک گیا۔

"کوئی خبر آئی۔!" دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"نہیں مسی نہ کوئی کال آئی ہے اور نہ کوئی خط آیا ہے۔!"

"خیر.... سنو.... تم اس وقت کیا کر رہے ہو۔!"

"کچھ نہیں مسی! بیکار بیٹھا ہوا ہوں۔!"

"بات کیا ہے....!"

"یہاں میرے گھر آجاؤ۔!"

"مسلح یا غیر مسلح.....!"

"مسلح ہو تو بہتر ہے۔!"

جوزف نے پُر معنی انداز میں سر کو جنبش دی اور دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز سن کر ریسیور رکھ دیا۔ اس کی پیشانی پر سلوٹیں ابھر آئیں تھیں۔

تھوڑی دیر بعد وہ گیراج نمبر ۳ سے ایک جیپ نکال رہا تھا۔ جولیا کے بنگلے کی طرف جاتے ہوئے بھی مسلسل سوچتا رہا کہ آخر اس نے جولیا کے لہجے میں کون سا غیر معمولی عنصر محسوس کیا تھا کیا وہ خوف زدہ تھی؟ کیا تحیر تھا اس کے لہجے میں؟ کیا عمران کے متعلق کوئی بڑی خبر سنانا چاہتی تھی.... اور پھر اس نے مسلح ہو کر آنے کا مشورہ کیوں دیا تھا۔ اُس نے ڈیش بورڈ کے خانے سے بوتل نکال کر دو گھونٹ لیئے.... اور گاڑی جولیا کے بنگلے کی طرف بڑھتی رہی۔

بنگلے کے کمپاؤنڈ میں تاریکی تھی۔ لیکن پھاٹک کھلا ہوا ملا۔ وہ جیپ کو اندر ہی لیتا چلا گیا۔ برآمدے میں ہیڈ لیمپس کی روشنی پڑی تھی۔ اور جوزف کو ایسا محسوس ہوا تھا جیسے کوئی ایک ستون کی اوٹ سے نکل کر دوسرے ستون کی اوٹ میں چلا گیا ہو۔

اس نے انجن بند کیا.... ہیڈ لیمپ بجھائے اور بغلی ہولسٹر سے ریوالور نکال لیا۔ لیکن برآمدے کی طرف بڑھنے کی بجائے بڑی پھرتی سے زمین پر لیٹ گیا تھا۔ چاروں طرف سناٹے اور اندھیرے کی حکمرانی تھی۔ بنگلے کی ایک آدھ کھڑکی کے دھندلے شیشے کسی قدر روشن نظر آرہے تھے۔ جوزف کراٹے کی باڑھ کے متوازی رینگتا ہوا برآمدے کے بائیں بازو کی جانب بڑھتا رہا۔ اس طرف والے ستون کے پیچھے کسی کو چھپتے دیکھا تھا۔

دفعتاً تاروں بھرے آسمان کے پیش منظر میں ستون کی اوٹ سے نکلے ہوئے کسی کے سر پر نظر پڑی اور جوزف رک گیا نامعلوم آدمی نے برآمدے سے باہر قدم نکالا تھا اور جھکا جھکا اسی طرف بڑھنے لگا۔ گردن پر قیامت ٹوٹی جوزف نے ریوالور کا دستہ پوری قوت سے رسید کیا تھا۔ اُس کے حلق سے عجیب سی آواز نکلی تھی۔ اور وہ پھر نہیں اٹھ سکا تھا۔ جوزف نے بڑی پھرتی سے اُس کی جامہ تلاشی لی۔ اور اعشاریہ دو پانچ کا پستول برآمد کیا۔ بے ہوش ہو جانے والے کے حلق سے نکلنے والی آواز شائد جولیا تک بھی پہنچی تھی۔ اور اس نے قریب کی کسی کھڑکی سے سر نکال کر

پوچھا تھا۔ "کون ہے.... کیا بات ہے....!"

"بات ختم ہوگئی مسی.... اب تم برآمدے میں روشنی کر سکتی ہو....!"

"شائد بلب فیوز ہو گیا ہے۔ تم کدھر ہو۔!"

"بائیں بازو کے قریب۔!" جوزف نے جواب دیا۔

"ٹھہرو.... میں آ رہی ہوں....!"

اور پھر برآمدے میں ایک ٹارچ روشن ہوئی تھی۔ اور روشنی کا دائرہ ان دونوں پر آپڑا تھا۔

"اوہ....!" جولیا تیزی سے اُن کی طرف بڑھی۔

"ٹارچ بجھا دو مسی۔!" جوزف آہستہ سے بولا۔

"دیکھوں تو کون ہے۔!"

"اندر چل کر۔!" جوزف نے کہا۔ اور جھک کر بے ہوش آدمی کو کاندھے پر اٹھالیا۔

جولیا انہیں اندر لائی تھی۔ جوزف نے اپنا بوجھ سٹنگ روم کے ایک صوفے پر ڈال دیا۔ یہ کوئی سفید فام غیر ملکی تھا۔ عمر تیس اور چالیس کے درمیان رہی ہوگی۔

"اس کی جیب سے برآمد ہوا ہے۔!" جوزف نے اعشاریہ دو پانچ کا پستول جولیا کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

جولیا نے پُر تفکر انداز میں سر کو جنبش دی۔ لیکن پستول اُس کے ہاتھ سے نہیں لیا۔

بالآخر جوزف اسے اپنی ہی جیب میں ڈالتا ہوا بولا۔ "کیا تمہارا کوئی شناسا ہے۔!"

"نہیں....! شائد یہی آج دن بھر میرا تعاقب کرتا رہا تھا۔ اور اس وقت میری چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ کوئی نہ کوئی کمپاؤنڈ میں ضرور موجود ہے۔!"

"تم نے بہت اچھا کیا کہ مجھے بلا لیا۔ چوروں کی طرح برآمدے میں دبکا ہوا تھا۔!"

"گویا تم پہلے ہی سے بہت محتاط تھے۔!" جولیا نے اسے ستائش آمیز نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہونا پڑا تھا مسی۔ جب تم نے مسلح ہو کر آنے کی فرمائش کی۔!"

"تم بہت ذہین ہو جوزف۔! فضول قسم کے سوالات میں وقت ضائع کرنے کی بجائے صرف ایک ہی ایسا جامع سوال کرتے ہو کہ تمہیں مناسب جواب مل جائے۔!"

"باس کی صحبت کا اثر ہے ورنہ میں تو اول درجے کا گاوَدی تھا۔!"

"دیکھو....! شائد یہ ہوش میں آنے والا ہے.... لاؤ اب اُس کا پستول مجھے دے دو۔ اور تم اُس پردے کے پیچھے چلے جاؤ۔!" جولیا آہستہ سے بولی۔

جوزف نے بے چون و چرا مشورے پر عمل کیا تھا۔ اجنبی نے کروٹ لی۔ دو تین بار ہولے ہولے کراہا اور پھر اٹھ بیٹھا۔ جولیا پستول کا رخ اُس کی جانب کیے سامنے ہی بیٹھی نظر آئی۔ اجنبی نے جلدی جلدی پلکیں جھپکائیں تھیں۔ جیسے پہلی نظر میں اسے فریب نگاہ سمجھا ہو۔

"تم خواب تو نہیں دیکھ رہے۔!" جولیا نے سخت لہجے میں کہا۔ اور اجنبی ہونٹوں پر زبان پھیر کر اپنی گردن سہلانے لگا۔

انداز ایسا ہی تھا جیسے ابھی تک وہ سچویشن اُس کی سمجھ میں نہ آئی ہو جولیا پھر بولی۔ "تم میرے مکان میں چوروں کی طرح داخل ہونے کی کوشش کیوں کر رہے تھے۔!"

"یہ سراسر الزام ہے۔!" وہ بالآخر بولا۔!"میں تو سڑک پر چلا جارہا تھا کسی نے عقب سے حملہ کر کے مجھے بیہوش کردیا۔!"

"سچی بات.... ورنہ تمہارے ہی پستول کی گولی تمہاری کھوپڑی میں پیوست ہو جائے گی۔!"

"میرا پستول.... میرا کوئی پستول نہیں ہے! میں پستول نہیں رکھتا۔!"

"یہ پستول تمہاری ہی جیب سے برآمد ہوا ہے۔!"

"بہتان ہے۔ پتا نہیں تم کون ہو اور کیا چاہتی ہو۔!"

"کیا واقعی تم تشدد کے بغیر اپنی زبان نہیں کھولو گے۔!"

"بہت خوب....!" وہ ہنس کر بولا۔ "اب عورتیں بھی تشدد کی دھمکی دینے لگیں۔!"

"تم آج دن بھر میرا تعاقب کرتے رہے ہو۔!"

"خاتون.... یقیناً تمہیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔!"

"میں وقت ضائع کر رہی ہوں.... مجھے چاہئے کہ پولیس کو اطلاع دوں....!"

"پتا نہیں کیا کہہ رہی ہو۔!" وہ اٹھنے کی کوشش کرتا ہوا بولا۔

"بیٹھے رہو.... ورنہ فائر کر دوں گی۔!"

"عجیب مصیبت ہے۔!"

"سچی بات۔!"

"کیسی سچی بات۔!"

"تم ان لوگوں میں سے معلوم ہوتے ہو جو اُس بے چاری کو زبردستی اپنے ساتھ لے گئے ہیں۔!"

"کون کس بے چاری کو اپنے ساتھ زبردستی لے گئے ہیں۔" اُس نے متحیرانہ انداز میں پوچھا۔

"روزامیکسوئیل کو۔!"

"میں نہیں جانتا تم کس کا ذکر کررہی ہو۔!"

"مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں میں تو صرف یہ جاننا چاہتی ہوں کہ تم میرا تعاقب کیوں کررہے تھے۔ اور پھر اس طرح میرے گھر میں داخل ہونے کی کوشش کیوں کی۔؟"

"میں تمہارے ہر الزام کی تردید کرتا ہوں۔!"

"اچھی بات ہے۔!" جولیا نے کہا۔ اور اونچی آواز میں بولی۔ "جوزف اب تم آکر اسے سنبھال سکتے ہو۔!"

جوزف پردے کے پیچھے سے نکلا اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا ان دونوں کے درمیان آکھڑا ہوا اور اس کا رخ اجنبی کی طرف تھا۔

ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اجنبی کو سکتہ ہوگیا ہو۔ پلکیں جھپکائے بغیر جوزف کو دیکھے جارہا تھا۔

"اب کیا کہتے ہو۔!" جوزف غرایا۔

"مم:.... میں کچھ نہیں جانتا....!"

جوزف نے اس کے گریبان پر ہاتھ ڈال دیا.... اجنبی کسی سحر زدہ آدمی کے سے انداز میں جوزف کو دیکھے جارہا تھا۔ اپنا دفاع کرنے کی کوشش بھی نہیں کی تھی۔

"بتاؤ....!" جوزف گریبان کو جھٹکا دے کر بولا اجنبی صوفے سے اٹھتا چلا آیا۔

"بب.... بتاتا ہوں....!" وہ ہکلایا۔

"جلدی کرو....!"

"گریبان چھوڑدو....!" وہ آہستہ سے بولا۔

جوزف نے اُس کا گریبان چھوڑ کر ایک طرف ہٹ گیا۔ اجنبی اب پھر جولیا کے مقابل تھا۔

"میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جو روزا کو لے گئے ہیں۔!" اس نے جولیا سے کہا۔

"پھر کون ہو۔!"

"پہلے تم بتاؤ کہ روزا میکسوئیل کو کہاں لے جارہی تھیں۔!"

"میں اسے اپنے گھر لا رہی تھی کیونکہ اُس نے خود کو یہاں بے سہارا ظاہر کیا تھا۔ اس کی مالی حالت کمزور تھی۔!"

"اپنے بارے میں اُس نے کیا بتایا تھا۔!"

"اُس کا بوائے فرینڈ یہاں ملنے والا تھا۔ لیکن نہیں ملا اُسی نے اُس کو یہاں طہران سے بلوایا تھا۔!"

"وہ لوگ کون تھے جو تمہارے ہی بیان کے مطابق اسے زبردستی کہیں لے گئے۔!"

"میں کیا جانوں.... !لیکن ٹھہرو.... بعد میں وہ خود ہی کہنے لگی تھی کہ غلط فہمی کی بناء پر سب کچھ ہوا.... وہ لوگ دراصل اُس کے ہمدرد ہیں۔!"

"اور!...!" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"اور اب تم بتاؤ گے کہ چکر کیا ہے۔!"

"مم.... میں کیا بتاؤں....!"

"روزا میکسوئیل میں اپنی دلچسپی کی وجہ۔!"

"یہ تو مجھے نہیں معلوم....!"

"جوزف....!" جولیا نے سخت لہجے میں کہا۔ "شروع کردو۔!"

دوسرے ہی لمحے میں جوزف کا بایاں ہاتھ اس کے جبڑے پر پڑا تھا۔ وہ صوفے پر ڈھیر ہو گیا۔

"یہ تمہیں مار ڈالے گا اور تم یہیں دفن کر دیئے جاؤ گے۔!" جولیا نے سرد لہجے میں کہا۔

"ٹھہرو بتاتا ہوں....!" وہ دونوں ہاتھ اٹھا کر بولا۔

جوزف جہاں تھا وہیں رک گیا۔!

"مجھ سے کہا گیا تھا کہ اس میں دل چسپی لینے والوں پر نظر رکھوں۔!"

"کس نے کہا تھا۔!"

"میں نہیں جانتا.... مجھے ایک فون نمبر دیا گیا تھا۔ اُس سے ہدایات حاصل کرنی تھیں۔!"

"تمہارے ساتھ اور کون ہے۔!"

"کوئی بھی نہیں ہے.... میں تنہا آیا تھا۔!"

"کہاں سے آئے تھے۔!"

"ہانگ کانگ سے.... میرا تعلق پیری تانگ سے ہے۔!"

"اوہ....!" جولیا ہونٹ سکوڑ کر رہ گئی پھر بولی "تو وہ فون نمبر تمہیں کہاں سے ملا تھا۔!"

"وہ مجھے ہانگ کانگ ہی میں دیا گیا تھا۔ اور مجھے قطعی علم نہیں تھا کہ یہاں آکر کیا کرنا ہے اس کے علاوہ کہ اس فون نمبر سے ہدایت حاصل کروں۔!"

"میرے مکان میں گھسنے کی کوشش کیوں کر رہے تھے۔!"

"اسی فون نمبر سے ہدایت ملی تھی کہ تم سے معلوم کروں کہ تمہارا ان لوگوں سے کیا تعلق ہے جو روزا میکسوئیل کو لے گئے ہیں۔ ظاہر ہے کہ تم ایک سفید فام عورت ہو.... اور میری معلومات کے مطابق وہ لوگ مقامی ہی ہیں....!"

"کیا تم نے انہیں روزا کو لے جاتے دیکھا تھا۔!"

"نہیں.... میں نے نہیں دیکھا۔!"

"تم اُس وقت کہاں تھے جب روزا میرے ساتھ ہوٹل سے نکلی تھی۔!"

"میں نے تمہارا تعاقب کرنے کی کوشش کی تھی لیکن راستے میں گاڑی خراب ہو گئی اور مجھے رک جانا پڑا۔!"

"پھر تمہیں میرا سراغ کیسے ملا تھا۔!"

"اسی فون نمبر سے تمہارا پتہ مجھے بتایا گیا تھا۔!"

"فون نمبر بتاؤ۔!"

"اُس سے پہلے تم یہ بتاؤ کہ فون نمبر معلوم کر لینے کے بعد تم میرے ساتھ کیا برتاؤ کرو گی۔!"

"یہ بعد کی باتیں ہیں۔!"

"نہیں پہلے اس کا تصفیہ ہونا چاہئے۔"

"میں تصفیہ کروں مسی....!" جوزف غرایا۔

"نہیں ٹھہرو....!" جولیا ہاتھ اٹھا کر بولی۔ "میں جانتی ہوں کہ تم نے بہت دنوں سے کوئی قتل نہیں کیا۔ اس وقت تمہارے خون کی پیاس شدید ہو گئی ہو گی۔!"

"جوزف بُرا سا منہ بنائے ہوئے پیچھے ہٹ گیا۔ اور جولیا نے اجنبی سے کہا۔ میں صرف تمہاری زندگی کی ضمانت دے سکتی ہوں۔!"

"میں نہیں سمجھا تم کیا کہنا چاہتی ہو۔!"

"تمہیں کچھ دنوں کی نظر بندی برداشت کرنی پڑے گی۔!"

وہ سختی سے ہونٹ بھینچے اسے دیکھتا رہا۔ آنکھوں میں سراسیمگی کے آثار تھے۔

"جلدی کرو۔ وقت کم ہے۔!"

اس نے فون نمبر بتایا تھا اور جولیا اسے نوٹ کرنے لگی تھی۔ اجنبی نے تھوڑی دیر بعد کہا۔ "اگر میں نے بارہ بجے تک رپورٹ نہ دی تو وہاں سمجھ لیا جائے گا کہ میں کسی دشواری میں پڑ گیا ہوں۔!"

"میں سمجھتی ہوں....!" جولیا نے کہا اور جوزف کو اُس پر نظر رکھنے کو کہتی ہوئی بیڈ روم میں چلی آئی۔

یہاں اُس نے فون پر ایکس ٹو کے نمبر ڈائیل کئے تھے۔ دوسری طرف سے جواب ملنے پر رپورٹ دی۔

"تم نے کارنامہ انجام دیا ہے جولیا۔!" ایکس ٹو کی آواز آئی۔

"شکریہ جناب۔!"

"اگر تم اپنے ساتھیوں میں سے کسی کو طلب کرتیں تو یہ غیر دانش مندانہ فعل ہوتا۔ روزا میکسوئیل کے سلسلے میں صفدر اور نیموان لوگوں کی نظروں میں آچکے ہیں۔ بہر حال میں دیکھتا ہوں کہ کوئی اس آدمی کی دیکھ بھال تو نہیں کر رہا تھا۔ جسے تم نے قابو میں کیا ہے۔ اگر میدان صاف ہوا تو کوئی نہ کوئی اس کو سائیکو مینشن پہنچانے میں تمہاری مدد کرے گا۔ اس کے بعد تم جوزف کو اپنی قیام گاہ ہی سے رخصت کر دو گی۔!"

"مگر جناب یہ فون نمبر میری سمجھ میں نہیں آیا۔ یہاں صرف چھ ہندسوں کے نمبر چل رہے ہیں.... لیکن یہ سات ہندسوں کا ہے۔!"

"مقامی نہیں ہے....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔ اور سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔



غزالہ بہت زیادہ تشویش میں مبتلا ہو گئی تھی ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے خود اسی سے کوئی بہت بڑا

جرم سرزد ہوگیا ہو.... سیٹھ جیلانی ابھی تک نشہ آور انجکشن کے زیر اثر تھا۔ اور آرام کرسی ہی پر لیٹا ہوا تھا۔

عمران بنگلے میں موجود نہیں تھا۔ اُسے بتائے بغیر کسی طرف نکل کھڑا ہوا تھا۔ وہ مسلسل انہی معاملات سے متعلق سوچے جارہی تھی۔ بار بار اوپری منزل پر جاتی اور جیلانی سیٹھ کے بیڈ روم میں جھانک کر واپس آجاتی۔ وہ پہلے ہی کی سی کیفیت میں ملتا۔

عمران قریباً نو بجے شب کو واپس آیا تھا۔ وہ ڈرائنگ روم ہی میں بیٹھی اسکا انتظار کرتی رہی تھی۔

"یہ تم نے کیا کردیا ہے۔!" اسے دیکھتے ہی بولی۔ "ڈیڈی کو تو ابھی تک ہوش نہیں آیا تھا۔!"

"اوہ.... میں تو بھول ہی گیا تھا کیا وہ اب بھی آرام کرسی ہی پر ہیں۔!"

"پھر کہاں ہوتے....!" وہ بھنا کر بولی۔

"چچ.... چلئے.... اٹھا کر بستر پر لٹا دیں۔!"

"پہلے تم میری بات کا جواب دو۔! بیہوشی اتنی طویل کیوں ہو گئی۔!"

"ہو سکتا ہے اب وہ صرف گہری نیند میں تبدیل ہو گئی ہو۔!"

غزالہ اٹھ ہی رہی تھی کہ فون کی گھنٹی بجی۔ اُس نے تیزی سے آگے بڑھ کر ریسیور اٹھالیا۔ دوسری طرف سے سیٹھ جیلانی کی بھرائی ہوئی سی آواز آئی تھی۔ "مم.... میری طبیعت ٹھیک نہیں۔ صرف ایک گلاس گرم دودھ کا بھجوادو۔ کھانا نہیں کھاؤں گا۔!"

"بہت اچھا ڈیڈی....!" اُس نے کہا۔ اور ریسیور کریڈل پر رکھ کر عمران کی طرف مڑی۔!

"وہ ہوش میں آگئے ہیں۔!"

"چلئے آپ کی تشویش تو رفع ہوئی۔!"

"تم یہیں بیٹھو....! میں ابھی آئی۔ ان کے لئے دودھ لے جاؤں گی۔!"

عمران کچھ نہ بولا۔ وہ ڈرائنگ روم سے نکل کر کچن کی طرف آئی اور ہیٹر پر دودھ گرم ہونے کے لئے رکھ دیا.... تھوڑی دیر بعد عمران بھی دبے پاؤں کچن میں داخل ہوا تھا۔

"کیا بات ہے؟" وہ چونک پڑی۔

"انہیں پھر پہلے ہی کی طرح غافل ہو جانا چاہئے....!"

"کیا مطلب....!"

"میں یہ چاہتا ہوں کہ صبح تک ان کی آنکھ نہ کھلے تاکہ ہم اطمینان سے تہہ خانے میں داخل ہو سکیں۔!"

"تو گویا تم ایک بار پھر انہیں انجکشن دینا چاہتے ہو۔!"

"نہیں.... اب انجکشن کی ضرورت نہیں۔ کیوں نہ دودھ میں کچھ دے دیا جائے۔!"

"تمہارے پاس اس قسم کی چیزیں آئی کہاں سے۔!"

"بازار سے لایا ہوں اسی لئے گیا تھا۔!"

"اس سے ڈیڈی کو کوئی نقصان تو نہیں پہنچے گا۔!"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔!"

غزالہ کے چہرے پر الجھن کے آثار تھے۔ ایسا لگتا تھا جیسے وہ اس سازش میں شریک ہونے کے لئے تیار نہیں! لیکن پھر عمران نے باتوں کے جال میں الجھا کر اسے اس پر آمادہ کر لیا تھا۔ دودھ میں خواب آور دوا شامل کر دی گئی۔

پھر قریباً گیارہ بجے وہ اس کمرے میں داخل ہوئے تھے جس میں تہہ خانے کا راستہ تھا۔

"ارے...!" دفعتاً غزالہ اچھل پڑی۔

"کیا بات ہے....!" عمران اسے غور سے دیکھتا ہوا بولا۔

"یہاں تو نقشہ ہی بدل گیا ہے....!"

"کیا مطلب....!"

"فرش کی نوعیت ہی بدلی ہوئی ہے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ یہاں کا فرش بڑے بڑے سلیبوں سے بنایا گیا تھا۔ اور انہی میں سے ایک سلیب جمایا نہیں گیا تھا اُسے اس کی جگہ سے ہٹایا بھی جا سکتا تھا۔!"

"اوہ.... لیکن....!"

"کچھ مت کہو.... میں خود دیکھ رہی ہوں کہ فرش کی بناوٹ بدل دی گئی ہے۔!"

"اور یہ بات آپ کے علم میں نہیں کہ بناوٹ کب تبدیل کی گئی۔!"

"یقین کرو.... ورنہ میں اتنی زحمت کیوں مول لیتی۔ پتا نہیں کب ایسا ہوا۔!"

"تو کیا آپ کبھی کبھی کچھ دنوں کے لئے یہاں سے چلی بھی جاتی ہیں۔!"

"کیوں تمہیں پچھلے ہی سال گرمیوں کی چھٹیاں میں نے اپنے ننھیال میں گذاری تھیں۔!"

"اوہ.... تو اب تہہ خانے میں داخلے کی کوئی صورت نہیں۔!"

"اب میں کیا بتاؤں۔!"

"یہ تو ناممکن ہے کہ انہوں نے کوئی متبادل راستہ بنوائے بغیر یہاں والے راستے کو مسدود کر دیا ہو۔!"

"میری پریشانیوں میں اضافہ ہی ہوتا چلا جارہا ہے۔!" وہ ایک کرسی پر بیٹھتی ہوئی بولی۔
عمران کسی گہری سوچ میں ڈوب گیا تھا۔ خالی خالی نظروں سے اسے دیکھتا رہا۔

"اب کیا کریں۔؟" غزالہ نے تھوڑی دیر بعد تھکی تھکی سی آواز میں سوال کیا۔

"دوسرا راستہ تلاش کریں گے....!" عمران بولا۔

"مگر کہاں....!"

"ظاہر ہے اسی عمارت کے اندر ہی کہیں ہوگا۔!"

"اتنی بڑی عمارت میں۔!"

"آپ کو تہہ خانے کا سائز یاد ہے۔!" عمران نے سوال کیا۔

"زیادہ عمر نہیں تھی میری لیکن کچھ کچھ یاد ہے! میرا خیال ہے کہ جتنے رقبے میں اوپر کی تعمیر ہے اتنے ہی رقبے میں تہہ خانہ بھی.... یا ہوسکتا ہے اُس سے کچھ چھوٹا ہو۔! لیکن ٹھہرو اب مجھ میں اتنی سکت بھی نہیں ہے کہ سارے کمروں کا سامان ہٹاتی پھروں گی۔!"

تلاش کی ابتداء اسی کمرے سے ہوگی۔!" عمران بولا۔

"تمہاری عقل تو نہیں ماری گئی۔ یہاں اب کیا تلاش کرو گے۔!"

"دوسرا راستہ بنانے کے لئے وہ زیادہ دور نہ گئے ہوں گے۔!"

"لیکن پہلا ہی راستہ کیوں بند کیا گیا۔!"

"اس لئے کہ انہوں نے اس کے سلسلے میں ایک رازدار بنالیا تھا۔!"

"تمہارا اشارہ میری طرف ہے۔!" وہ اُسے گھورتی ہوئی بولی۔

"جی ہاں.... آپ ہی کی طرف ہے۔ جب آپ بہت چھوٹی سی تھیں تو اس تہہ خانے کا کوئی اور مصرف رہا ہوگا۔ اور اب کچھ اور ہے۔ ورنہ راستہ بدلنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔!"

وہ پھر سوچ میں پڑ گئی۔ اور کچھ دیر بعد بولی۔ "شائد یہ بھی ٹھیک ہی کہہ رہے ہو۔!"

عمران دیواروں کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔ تھوڑی دیر تک مختلف حصوں کو ٹھونک بجا کر دیکھتا رہا پھر بولا۔ "اس کی دونوں اطراف کے کمرے بھی دیکھ لئے جائیں۔!"

"پہلے اسے درست کراؤ۔!"

"بعد میں دیکھیں گے....!"

"نہیں.... لگے ہاتھوں ہی ٹھیک رہے گا۔ ورنہ بعد میں کام زیادہ معلوم ہو گا۔!"

"آپ کی مرضی۔!" عمران نے کہا اور کمرے کی دوبارہ سیٹنگ شروع کر دی۔

اس کے بعد وہ دائیں طرف والے کمرے میں داخل ہوئے تھے۔ سب سے پہلے اس کے فرش کا جائزہ لیا گیا۔ لیکن بات نہیں بنی۔ عمران مایوسانہ انداز میں سر ہلا کر بولا۔ شائد ان کے مقدر ہی میں خرابی لکھی ہوئی ہے۔!"

"ایسی بے دردی سے اظہارِ خیال نہ کرو۔!" غزالہ نے کہا۔

"کہیں آپ نے تہہ خانے کے بارے میں خواب تو نہیں دیکھا تھا۔!"

"فضول باتیں نہ کرو۔!"

"آہا....!" دفعتاً عمران چونک پڑا۔ اور پھر غزالہ کو غور سے دیکھتا ہوا بولا۔ "میں نے آج تک کسی دو منزلہ عمارت میں لفٹ نہیں دیکھی۔ کم از کم ہمارے یہاں کے لوگ تو اتنے زیادہ تن آسان نہیں ہیں۔ دو منزلہ عمارت میں صرف زینوں سے کام چلاتے ہیں۔!"

"نمائشی سمجھ لو۔ استعمال نہیں کی جاتی۔!" غزالہ بولی۔

"کیا بات ہوئی۔!"

"یقین کرو.... مقفل رہتی ہے۔ استعمال میں نہیں ہے۔!"

"یہ کب لگائی گئی تھی۔!"

"تین چار سال پہلے کی بات ہے.... اوہ.... ہاں.... میں یہاں موجود نہیں تھی گرمیوں کی چھٹیاں گزارنے ننہیال گئی تھی۔!"

"تب تو ابھی تک میں وقت ضائع کرتا رہا ہوں۔!"

"لیکن لفٹ....!"

"اوپر بھی جاسکتی ہے اور نیچے بھی۔!"

"مگر وہ تو مقفل رہتی ہے۔ پتا نہیں چابی کہاں رکھی ہو گی۔!"

"بس تو پھر کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔!"

"اور ڈیڈی یونہی خواہ مخواہ بیہوش پڑے رہیں گے۔!"

"ڈیڈی کا مقدر۔!" عمران ٹھنڈی سانس لیکر بولا۔ اس پر غزالہ نے اسے گھور کر دیکھا تھا۔

جب وہ اس کمرے سے نکل رہے تھے غزالہ اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر بولی۔ "دوسرا کمرہ نہیں دیکھو گے۔!"

"فضول ہے.... لفٹ کے علاوہ اور کوئی ذریعہ نہیں ہو سکتا۔!"

"لیکن چابی....!"

"اگر میں چابی کے بغیر ہی کوشش کروں گا تو آپ مجھے پیشہ ور چور سمجھنے لگیں گی....!"

"میں کچھ بھی نہیں سمجھوں گی۔!"

"چلئے ٹھیک ہے۔! والد صاحب پولیس والا سمجھتے ہیں آپ چور سمجھ لیجئے۔!"

"باتیں نہ بناؤ۔ چلو لفٹ کی طرف....!" وہ اس کا بازو پکڑ کر ایک طرف گھسیٹتی ہوئی بولی۔

ٹھیک اسی وقت ڈرائینگ روم میں فون کی گھنٹی بجی تھی۔ عمران غزالہ سے بازو چھڑا کر اسی طرف لپکا۔

"ٹھہرو.... ٹھہرو.... تم مت اٹھانا ریسیور!" کہتی ہوئی وہ اس کے پیچھے دوڑی تھی۔ لیکن اس سے پہلے ڈرائینگ روم میں نہ پہنچ سکی۔

عمران نے ریسیور اٹھالیا.... اور وہ دروازے ہی میں رک کر اسے قہر آلود نظروں سے گھورتی رہی۔

"ہیلو....!" عمران ماؤتھ پیس میں بولا اور وہ بُری طرح چونک پڑی کیونکہ وہ تو بالکل سیٹھ جیلانی کی سی آواز تھی.... ادھر کوئی فون پر کہہ رہا تھا۔ "ابھی تک صرف تین افراد سامنے آئے ہیں۔ لیکن عورت کے بارے میں ابھی تک یقین کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ بھی انہی میں سے ہے یا نہیں سفید فام غیر ملکی عورت ہے جولیانا فنر واٹر نام ہے....!"

"مردوں کے نام....!" عمران نے سیٹھ جیلانی کی سی آواز میں سوال کیا۔

"ان کے نام نہیں معلوم ہو سکے لیکن وہ زیرِ نگرانی ہیں۔ تم بابا سے فوراً ملو!"

"فوراً بہت مشکل ہے کیونکہ میں پیچش میں مبتلا ہو گیا ہوں مروڑ کے ساتھ۔!"

"صبح کو سہی.... یہ بہت ضروری ہے۔ اور وہ کیا کر رہا ہے۔!"

"بکواس کے علاوہ اور کچھ نہیں کرتا۔!"

"اچھا.... اچھا شب بخیر....!"

عمران ریسیور رکھ کر غزالہ کی طرف مڑا۔ اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلی ہوئی تھیں اور چہرہ پسینے سے بھیگ گیا تھا۔ حالانکہ یہاں گرمی نہیں تھی۔

"کہیے کیسی رہی....!" عمران ڈھٹائی سے ہنس کر بولا۔

"آخر.... تت.... تم کیا کرتے پھر رہے ہو۔!"

"پھر کیا کرتا۔ کہہ دیتا کہ وہ بے ہوش پڑے ہوئے ہیں۔ ہماری کارروائی کی بناء پر!

"کہہ دیتے.... سو رہے ہیں۔!"

"دیکھئے.... یہ ایسے ہی کسی آدمی کی کال تھی جو اچھی طرح جانتا ہے کہ سیٹھ صاحب دو بجے سے پہلے نہیں سوتے۔ اور اس کے لئے بھی انہیں خواب آور انجکشن لینا پڑتا ہے ورنہ وہ پونے بارہ بجے ان سے یہ نہ کہتا کہ بابا سے فوراً ملو۔!"

"اوہ.... لیکن تھا کون....!"

"محترمہ! یہی معلوم کرنا مقصد ہوتا تو سیٹھ صاحب کی آواز بنا کر کیوں اسے جواب دیتا.... یہاں تو بات بنانے کی پڑی ہوئی تھی۔ لہذا مروڑ والی پیچش ہو گئی۔!"

"تم سچ مچ میرا دماغ خراب کر دو گے۔!"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ میں تو دماغ درست کر دینے کی تنخواہ لے رہا ہوں۔!"

"کیا مطلب۔!"

"یہی کہ اگر کوئی گڑبڑ ہے تو انہیں راہ راست پر لایا جائے گا۔! ویسے کیا آپ کے دادا صاحب بابا کہلاتے ہیں۔!"

"نہیں تو.... دادا کہاں ہیں.... میری پیدائش سے بھی بہت پہلے ان کا انتقال ہو گیا تھا.... یہ بابا ایک بزرگ ہیں ڈیڈی ان کے عقیدت مندوں میں سے ہیں....!"

"اچھا.... تو اتنے عقیدت مند ہیں کہ بارہ بجے رات کو بھی دوڑتے چلے جاتے ہیں۔!"

"ہاں ایسے ہی عقیدت مند ہیں۔!"

"کہاں قیام فرماتے ہیں۔!"

جواب دینے کی بجائے وہ زور سے ہنس پڑی۔ اور عمران اُسے حیرت سے دیکھنے لگا۔!

"تمہیں تو وہ اپنے سر پر بٹھالیں گے۔!" بالآخر اس نے کہا۔

"کون بٹھالیں گے۔!"

"بابا....!"

"مجھ کرسچین کو....!"

"اوہ.... ان کے دربار میں سب کتے ہیں۔ کتے بھی اور آدمی بھی۔ میرا مطلب تھا کہ کتے کے پلوں یا ان کی والدہ محترمہ کے لئے تمہارا یہ جذبہ دیکھ کر نہال ہو جائیں گے۔!"

"میں اب تک آپ کی بات نہیں سمجھ سکا۔ بیٹھ جایئے....؟"

"غزالہ بیٹھتی ہوئی بولی۔ "وہ یہاں بابا سگ پرست کہلاتے ہیں۔ کتے کو آدمی سے اونچا درجہ دیتے ہیں۔ سینکڑوں کتے ہر وقت ان کے گرد جمع رہتے ہیں۔!"

"میرا خیال ہے کہ پانچ سال پہلے تو یہاں اس قسم کی کوئی چیز نہیں پائی جاتی تھی۔!"

"تمہارا خیال درست ہے.... وہ ہیں یہیں کے باشندے لیکن سگ پرستی کی عمر تین سال سے زیادہ نہیں ہے۔!"

"خواجہ سگ پرست کی نسل سے تو تعلق نہیں رکھتے۔!"

"قصے کہانیوں والی کوئی بات نہیں ہے۔! یعنی ان پر کبھی کسی کتے نے کوئی احسان نہیں کیا تھا۔ وہ خود ہی بہت بڑے محسن ہیں آوارہ کتوں کے....!"

"اور آپ کے ڈیڈی کی عقیدت مندی کا بھی یہی سبب ہے....!" عمران کے لہجے میں حیرت تھی۔

"میں نہیں جانتی۔!" وہ بُرا سا منہ بنا کر بولی۔!"یہاں بہتیرے ان کے عقیدت مند ہیں۔!"

"اوہ....!" عمران یک بیک چونک کر بولا۔!"کہیں میری کتیا کے پلے ان باباہی نے تو نہیں اٹھوالیے....!"

"ہر گز نہیں۔ اگر انہوں نے اٹھوائے ہوتے تو کتیا کو گولی نہ ماری جاتی۔ جہنم میں جائیں سب! تم یہ بتاؤ کہ اب کیا کرو گے....!"

"اب میں آپ سے درخواست کروں گا کہ اپنی خواب گاہ میں جاکر استراحت فرمایئے اور پھر میں بھی سو جاؤں گا۔!"

"اور وہ تہہ خانہ۔!"

"سرے سے اُس کا کوئی وجود ہی نہیں تھا۔!"

"کیسی باتیں کر رہے ہو۔!"

"اب یہ ملازمت میرے بس سے باہر ہو رہی ہے۔ سیٹھ صاحب کو ضرور معلوم ہو جائے گا کہ میں نے ان کی طرف سے گفتگو کی تھی فون پر۔!"

"اس کی فکر نہ کرو۔ میں صبح انہیں بتادوں گی کہ کسی کی کال آئی تھی۔ اور صبح کو بابا سگ پرست سے ملنے کو کہا گیا تھا۔!"

"یہ اتنا آسان نہیں ہے.... مس صاحب! اگر کال کرنے والے سے ملاقات ہوئی اور وہ پچیش کے بارے میں پوچھ بیٹھا تو۔!"

"تم سے پوچھیں تو کہہ دینا کہ آوازوں کی نقل اتارنے کے بھی ماہر ہو۔!"

"تب وہ سوچیں گے کہ کہیں جعلی دستاویزات بھی تو نہیں تیار کرتا۔ بہر حال نوکری جائے گی ضرور لہذا اس ذلت سے یہی بہتر ہو گا کہ خود ہی بھاگ کھڑا ہوں۔!"

"اور اگر میں تمہارے پیروں کی زنجیر بن جاؤں تو۔!"

"یہ ڈائیلاگ پلے نہیں پڑا۔!" عمران اُسے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتا ہوا بولا۔

"تم اگر اس طرح بھاگے تو پولیس تمہارے پیچھے ہو گی۔ حلیہ جاری کرادیا جائے گا اس خبر کے ساتھ کہ تم پچاس ہزار کے زیورات چُرا کر فرار ہو گئے ہو۔!"

"مار دیا....!" عمران کراہ کر رہ گیا۔

"بس اب چلو اور لفٹ کے قفل پر ہاتھ کی صفائی دکھاؤ۔!"

"پھانسی دلوائے بغیر آپ نہیں مانیں گی۔!"

"بس!" وہ ہاتھ اٹھا کر بولی۔ "اٹھو"!۔

اچانک فون کی گھنٹی بجی.... اور اس بار غزالہ ہی نے جھپٹ کر ریسیور اٹھالیا۔!

"ہیلو....!" وہ ماؤتھ پیس میں بولی۔

"کون ہے....!" دوسری طرف سے بھاری بھر کم آواز آئی۔

"غزالہ جیلانی۔!"

"کیا حال ہے جیلانی کا۔!"

"آپ کون ہیں....!"

"بابا۔!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"سامالیکم جناب....؟"

"جیتی رہو....! کیا جیلانی سو گئے۔!"

"جی ہاں....!"

"جگا دوں....!"

"ان کی خواب گاہ میں فون کی گھنٹی ضرور بجی ہو گی۔ لیکن وہ بیدار نہیں ہوئے اسی لئے مجھے ڈرائینگ روم کے انسٹرومنٹ کا ریسیور اٹھانا پڑا۔!"

"جس طرح بھی ممکن ہو جگاؤ.... اور کہو کہ مجھ سے فون پر رابطہ قائم کریں۔!"

وہ مزید کچھ کہنے والی تھی لیکن دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز آئی۔ اس نے ریسیور رکھ دیا اور عمران کی طرف عجیب نظروں سے دیکھنے لگی۔!

"کوئی وحشت ناک خبر....!" عمران نے سوال کیا۔

"بہت زیادہ.... وہ کہہ رہا ہے کہ ڈیڈی کو جگا دیا جائے....!"

"کون کہہ رہا ہے....!"

"بابا....!"

"بہت خوب....! بچوں کی طرح ٹریٹ کرتا ہے سیٹھ کو....!"

"کتوں کی طرح آدمیوں کو بھی ٹریٹ کرتا ہے....!"

"اوہ....!" تو کیا آپ کو اس سے عقیدت نہیں ہے۔!"

"ہرگز نہیں....! میں عقیدت وقیدت کی قائل نہیں ہوں۔ میرے ہی جیسا آدمی وہ بھی

ہے۔ بس فرق یہ ہے کہ مرنے کے بعد کتوں والے بابا کے نام سے یاد رکھا جائے گا اور میں بھلا دی جاؤں گی۔!"

"وہ کیوں یاد رکھا جائے گا۔!"

"پیشگوئیاں کرتا ہے اور کبھی کبھی اس کا کہا ہوا پورا بھی ہو جاتا ہے۔!"

"اف فوہ! تو اس قسم کے بابا ہیں۔ میں سمجھا تھا شائد فرقہ کلبیہ کے کوئی فلسفی ہیں۔!"

"پتا نہیں کیا چیز ہے۔ ویسے ڈیڈی اس سے بہت ڈرتے ہیں۔!"

"فون پر ہونے والی پوری گفتگو سے آگاہ کیجئے۔!"

غزالہ نے اپنی اور اُس کی گفتگو دہرائی تھی۔ اور عمران سر کھجاتا ہوا بولا تھا۔ "جس سے میری گفتگو ہوئی تھی شائد اُس نے اُس شخص کو آگاہ کر دیا تھا جسے آپ بابا کہتی ہیں۔ لیکن آپ مجھے بتائیے کہ کیا ہوگا۔!"

"میری سمجھ میں نہیں آرہا.... !"

"بس تو پھر مجھے فرار ہو جانے دیجئے۔!"

"فضول باتیں نہ کرو.... چلو تہہ خانے کا راستہ تلاش کریں۔!"

"چلئے.... !" عمران مردہ سی آواز میں بولا۔

وہ ڈرائینگ روم سے لفٹ کی طرف چل پڑے تھے۔ پھر عمران چلتے چلتے رک کر بولا۔ "قفل کھولنے کے لئے کسی نوکدار اور مضبوط تار کی ضرورت ہوگی۔!"

"وہ بھی مہیا ہوگا.... تم یہیں ٹھہرو.... !" غزالہ نے کہا اور ایک طرف دوڑتی چلی گئی۔ جلد ہی واپس آئی تھی۔ اور اس کے ہاتھ میں بوریاں سینے والا سوا تھا۔

"ہاں یہ ٹھیک رہے گا۔!" عمران اسے اپنے ہاتھ میں لے کر دیکھتا ہوا بولا۔ اور وہ لفٹ کی طرف بڑھتے رہے۔!"

"ارے.... !" یک بیک غزالہ اچھل پڑی۔ وہ لفٹ کے کیج کے قریب پہنچ چکے تھے۔ اور کیج لفٹ سے خالی نظر آیا تھا۔

"لل.... لفٹ کہاں گئی.... !" غزالہ ہکلائی۔

"چلئے جلدی کیجئے.... !" عمران نے اُس کا ہاتھ پکڑ کر زینوں کی جانب کھینچتے ہوئے کہا۔ اور

پھر انہوں نے دوڑتے ہوئے زینے طے کئے تھے.... لیکن اوپری منزل پر بھی لفٹ کا کیج خالی ملا۔

عمران تیزی سے خواب گاہ کی طرف بڑھا تھا۔

"آخر مجھے بتاتے کیوں نہیں کیا بات ہے....!" غزالہ جھنجھنائی۔

"ذرا صبر کیجئے۔!" عمران نے کہا اور ہینڈل گھما کر جیلانی کی خواب گاہ کا دروازہ کھولا۔ گہری نیلی روشنی پھیلی ہوئی تھی اور جیلانی بستر پر موجود تھا۔

"آپ باتھ روم میں چلی جایئے اور میں یہاں اس پردے پیچھے دبکا جاتا ہوں۔!" عمران نے غزالہ سے کہا۔

"پتا نہیں کیا کرنا چاہتے ہو۔!"

"شائد کوئی یہاں آنے والا ہے۔!"

"بے وقوفی کی باتیں مت کرو....!"

"پھر لفٹ کہاں گئی۔ اور اسے آپریٹ کون کر رہا ہے۔!"

وہ کچھ نہ بولی۔ عمران نے کہا۔ "جو کچھ کہہ رہا ہوں وہی کیجئے۔ ورنہ پچھتایئے گا۔!"

"میں باتھ روم میں کیا کروں گی۔!"

"جب تک میں آواز نہ دوں باہر مت آیئے گا۔!"

"وہ باتھ روم میں چلی گئی اور عمران پردے کے پیچھے چھپ گیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازے کا ہینڈل گھوما تھا۔ اور دروازہ کھول کر دو افراد یکے بعد دیگرے دبے پاؤں اندر داخل ہوئے تھے۔ وہ جیلانی کے بستر کی جانب بڑھتے رہے اور عمران دم سادھے پردے کے پیچھے کھڑا رہا۔

ان میں سے ایک جیلانی سیٹھ کو جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر آوازیں دے رہا تھا۔ پھر وہ اپنے ساتھی سے بولا۔ "کچھ گڑبڑ معلوم ہوتی ہے۔ سونے کے لئے انجکشن ضرور لیتا ہے لیکن جو اسٹف استعمال کرتا ہے وہ اتنی گہری نیند نہیں لاتا۔ یہ تو بے ہوشی ہے۔!"

"تو پھر کیا کریں۔!" دوسرا بولا۔

"اٹھا کر لفٹ تک لے چلو....!"

دفعتاً غزالہ باتھ روم کا دروازہ کھول کر سامنے آگئی۔ صبر نہیں ہو سکا تھا۔ وہ دونوں اچھل پڑے اور ایک نے کہا۔ "وہیں ٹھہرو.... ورنہ گولی مار دوں گا۔ میرے ہاتھ میں پستول ہے۔!"

غزالہ کی آواز نہیں سنائی دی تھی۔ اچانک کمرے میں تیز روشنی پھیل گئی۔ ساتھ ہی عمران کی آواز گونجی۔ "تم اپنا پستول اب فرش پر ڈال سکتے ہو۔ کیونکہ میرے ہاتھ میں بھی ریوالور ہے۔!"

دونوں کی پشت عمران کی تھی۔ غزالہ چندھیائی ہوئی آنکھوں سے عمران کو دیکھے جا رہی تھی۔ فرش پر پستول گرنے کی آواز کمرے میں گونج کر رہ گئی۔

"اب ہاتھ اٹھا کر مڑ جاؤ۔!" عمران نے کہا اور ان دونوں نے چپ چاپ تعمیل کی۔ اس دوران میں غزالہ آہستہ آہستہ کھسکتی ہوئی عمران کے قریب آکھڑی ہوئی تھی۔

"تم کیا سمجھتے ہو۔!" ان میں سے ایک آدمی ہنس کر بولا۔

"انگریزی اور اردو سب سمجھتا ہوں۔ لیکن تم فی الحال مجھے یہ سمجھانے کی کوشش کرو کہ یہاں تک کیسے پہنچے۔!"

"ہم یہیں رہتے ہیں۔ سیٹھ کے پوشیدہ محافظ.... ہمیں علم ہے کہ تمہیں بحیثیت باڈی گارڈ رکھا گیا ہے۔!"

"تم دونوں سے مل کر بے حد خوشی ہوئی۔ اب یہ بتاؤ کہ تمہاری کیا خاطر کروں۔ سر کی پشت پر ریوالور کا دستہ کھاؤ گے یا یونہی پُر امن طور پر اپنے ہاتھ پیر بندھوالو گے۔!"

"شائد تمہارا دماغ چل گیا ہے۔!"

"نہ چلتا تو تمہارا پستول سیٹھ کی بیٹی پر چل جاتا۔!" عمران نے بڑی سادگی سے کہا۔

"ارے.... وہ تو میں نے پہچانا نہیں تھا۔ میں سمجھا تھا شائد کوئی دشمن۔!"

"چلو مان لیا.... لیکن تم یہاں کس سوراخ میں رہتے ہو کہ دکھائی نہیں دیتے۔!"

"اپنی حد سے آگے نہ بڑھو۔!" ایک نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"مجھے بتاؤ کہ میری حد کہاں سے شروع ہوتی ہے اور کہاں ختم ہو جاتی ہے۔!"

"ہم صرف سیٹھ کو جواب دہ ہیں۔!"

لیکن ان کے بیدار نہ ہونے پر تمہیں تشویش کیوں ہو گئی ہے۔ اور تم انہیں کہاں لے جانا چاہتے ہو۔!"

"سیٹھ خطرے میں ہیں۔!"

"میری موجودگی میں یہاں کوئی بھی خطرے میں نہیں ہے۔!"

"بات نہ بڑھاؤ ورنہ پچھتاؤ گے۔!"

"بات بڑھائے بغیر بھی پچھتا تا ہی رہتا ہوں۔ تم اُس کی فکر نہ کرو۔ مس صاحب وہ نائیلون کی ڈوری لائیے۔ جو آپ نے مچھلیاں پکڑنے والے جال کے لئے منگوائی تھی۔! لیکن ٹھہریئے پہلے وہ پستول اٹھا کر مجھے دے دیجئے۔!"

غزالہ نے پستول اٹھا کر اس کے ہاتھ میں تھماتے ہوئے کہا۔ "پہلے میں پولیس کو فون کردوں گی۔ پھر ڈوری لاؤں گی۔!"

"ایسی غلطی بھی نہ کیجئے گا۔!" عمران نے طویل سانس لے کر کہا۔

"کیوں....!"

"سیٹھ سے ان کے بیان کی تصدیق کئے بغیر میں اس کا خطرہ نہیں مول لے سکتا۔!"

"اچھی بات ہے....!" کہتی ہوئی غزالہ باہر چلی گئی۔

"تم خواہ مخواہ اپنا اور ہمارا وقت ضائع کررہے ہو۔!" ان میں سے ایک نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"مجبوری ہے میں یہ سب کچھ اپنی حد میں رہ کر کررہا ہوں۔ تم دونوں اس رات بھی سیٹھ کے پوشیدہ محافظ رہے ہوگے جب وہ یہاں سے غائب ہوگئے تھے۔ اور اپنے بازو کی ہڈی تڑوا کر واپس آئے تھے۔!"

"اچھا تو تم کیا کرو گے۔!"

"تمہارے ہاتھ پیر باندھ کر یہیں ڈال دوں گا۔ تاکہ سیٹھ صاحب آنکھ کھلتے ہی تمہاری خیریت دریافت کرسکیں۔!"

"ملازمت سے الگ کردیئے جاؤ گے۔!"

"وفاداری کا الٹا صلہ ملے گا تو یہی سہی۔!"

"بھلا تم کس طرح ہم دونوں کے ہاتھ باندھو گے۔ تنہا ہو......اور ہم تم سے کمزور بھی نہیں ہیں۔!"

"شہزوری کے توڑ کے کئی نسخوں کا موجد بھی ہوں۔ ڈور آجانے دو۔ خود ہی دیکھ لو گے۔!"

"اب یہ حضرت سر ہی ہورہے ہیں تو چپ چاپ بندھوالو ہاتھ پیر.... سیٹھ کے جاگنے پر دیکھا جائے گا۔!" ایک نے دوسرے سے کہا۔

"اچھی بات ہے.... تم کہتے ہو.... تو....!"

"خبر دار....! ہاتھ اوپر ہی اٹھائے رکھو....! میں مروت نہیں کروں گا۔!" عمران نے ریوالور کو جنبش دے کر کہا۔

"یار یہ شخص پاگل ہی معلوم ہوتا ہے۔!"

"معلوم نہیں ہوتا بلکہ تم ایک ٹھوس حقیقت بیان کر رہے ہو۔ پندرہ دن ہوئے پاگل خانے سے بھاگا ہوں۔ سیٹھ سے ملاقات نہ ہو گئی ہوتی تو سیاست میں حصہ لینا شروع کر دیتا۔!"

"خاموش رہو....!" دوسرے نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔ دونوں کے چہروں پر ذرہ برابر بھی پریشانی کے آثار نہیں پائے جاتے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے جو کچھ بھی کہہ رہے ہوں۔ اُس میں جھوٹ کا شائبہ بھی نہ ہو۔

"تم لوگ کہاں چھپے رہتے ہو....!" عمران نے سوال کیا۔

"وہ دونوں اسے گھور کر رہ گئے۔ کچھ بولے نہیں۔ اتنے میں غزالہ واپس آگئی نائیلون کی مضبوط ڈور کا لچھا اس کے ہاتھ میں تھا۔

"مس غزالہ آپ دونوں ہی پچھتائیں گے۔!" ان میں سے ایک نے کہا۔

لیکن غزالہ کچھ کہنے کی بجائے عمران کی طرف دیکھ کر رہ گئی۔ شائد اُس سے معلوم کرنا چاہتی تھی کہ اُن دونوں کے ہاتھ پیر کس طرح باندھے جائیں۔

"کھڑی منہ کیا دیکھ رہی ہیں۔ پچھاڑیئے ایک ایک کو اور ہاتھ پیر باندھنا شروع کر دیجئے۔!" عمران بولا۔

"دماغ تو نہیں چل گیا۔ میں پچھاڑوں گی۔!" وہ بھنا کر بولی۔

اُس پر وہ دونوں ہنسنے لگے تھے۔ اور عمران کڑک کر بولا تھا"اے، دانت بند کرو.... ہم مشورہ کر رہے ہیں۔!"

"پتا نہیں یہ جانور کہاں سے ہاتھ لگا ہے۔!" ایک نے دوسرے کو آنکھ مار کر کہا۔

عمران اس ریمارک کو اس طرح نظر انداز کر گیا جیسے اور کسی کی بات ہو رہی ہو۔

"کیوں دیر کر رہے ہو۔!" غزالہ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں کیا کروں! میرے دونوں ہاتھ پھنسے ہوئے ہیں۔ ایک میں ریوالور ہے اور دوسرے میں پستول....!"

"اور پیروں میں مہندی لگی ہوئی ہے....!" دوسرا ہنس کر بولا۔

"کہاں....!" عمران بوکھلا کر پیروں کی طرف دیکھنے لگا۔ مقابل نے موقع غنیمت جان کر اُس کے دونوں ہاتھ پکڑ لینے کی کوشش کی تھی۔ کون جانے عمران یہی چاہتا ہو کیونکہ دوسرے ہی لمحے میں اُس نے دائیں جانب کھسک کر کچھ ایسی چھلانگ لگائی کہ جوتے کی نوک اُس کی بائیں کنپٹی پر پڑی۔ اور وہ کسی کٹے ہوئے درخت کی طرح ڈھیتا چلا گیا۔ دوسرا حیص بیص ہی میں تھا کہ ریوالور کا دستہ اس کی کنپٹی پر بیٹھا.... دونوں تلے اوپر ڈھیر ہوگئے....!"

غزالہ کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں.... عمران احمقانہ انداز میں بولا۔ "اب تو باندھ سکتی ہیں۔ دونوں بیہوش ہوگئے ہیں۔!"

"تمہیں بیہوش کردینے کے علاوہ بھی اور کچھ آتا ہے۔!" وہ کھسیانی ہنسی کے ساتھ بولی۔

"لیکن اس میں بھی حفظِ مراتب کا خیال رکھتا ہوں۔!"

پھر دونوں نے مل کر اُن کے ہاتھ پیر باندھے تھے۔! اور عمران نے انہیں اٹھا اٹھا کر باتھ روم میں پہنچایا تھا۔!"

"یہ کیا کر رہے ہو....؟" غزالہ نے کہا۔

"یہ یہیں پوشیدہ رہ کر سیٹھ صاحب کی محافظت کریں گے....! بس اب یہاں کا کام ختم.... چلئے لفٹ کی طرف....!"

"وہ کتنی دیر بیہوش رہیں گے....!"

"اس کی فکر نہ کیجئے.... اپنی جگہ سے ہل بھی نہ سکیں گے....!"

"اور اگر انہوں نے شور مچایا تو....!"

"مچانے دیجئے۔! کیونکہ آوازیں باتھ روم ہی میں گھٹ کر رہ جائیں گی.... رہے سیٹھ صاحب تو وہ صبح سے پہلے بیدار نہ ہو سکیں گے....!"

"دل نہیں چاہتا کہ انہیں ڈیڈی کے قریب چھوڑا جائے....!"

"تو پھر....!"

"کسی اور کمرے میں بند کردیں....!"

"اچھا تو پھر اٹھایئے.... میں جا کر اُس کمرے کا دروازہ کھولتا ہوں۔!"

"میں اٹھاؤں گی....!"

"تو پھر کیا میں اٹھاؤں گا.... اب وہ اتنے لاٹ صاحب بھی نہیں ہیں کہ اٹھائے اٹھائے پھروں۔ بس ایک بار کافی ہے!" عمران نے کہا اور تیزی سے باہر نکل گیا غزالہ اُس کے پیچھے لپکی۔

پتا نہیں کیوں اُسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے ڈھمپ بھاگ نکلنے ہی کے چکر میں ہو.... اُس نے سوچا اگر وہ دونوں لفٹ ہی کے ذریعے اوپر آئے تھے تو لفٹ اوپر ہی ہو گی.... پھر ڈھمپ نیچے کیوں جا رہا تھا۔ غزالہ نے اُسے زینوں کے قریب جا لیا اور راستہ روک کھڑی ہو گئی۔

"یہ کدھر چلے.... لفٹ اوپر ہی ہے....!"

"آپ ضرور گردن کٹوائیں گی.... میں اب یہاں نہیں ٹھہرنا چاہتا...." اُس نے کہا۔

"پہلے تہہ خانہ....!"

"اب میں اسے غیر ضروری سمجھتا ہوں کیونکہ وہ دونوں تہہ خانے ہی سے آئے تھے۔!"

"اور تمہارا خیال ہے کہ وہ دونوں سچ مچ ڈیڈی کے محافظ ہیں....!"

"ہوں یا نہ ہوں مجھے اب اس معاملے سے ذرہ برابر بھی دل چسپی نہیں رہی....!"

"آخر کیوں....؟"

"آپ مجھ سے زیادہ بیوقوف نہیں ہیں اس لئے آپ کو تو معاملے کی نوعیت کا اندازہ ہو ہی جانا چاہئے تھا۔!"

"تم یہی کہنا چاہتے ہو نا کہ ڈیڈی کسی قسم کا فراڈ کر رہے ہیں۔!"

"میں کچھ نہیں کہنا چاہتا.... کیونکہ ابھی تک انہی کی چھت کے نیچے ہوں.... اور تھوڑی دیر پہلے انہی کا نمک کھا چکا ہوں۔!"

"چلو فراڈ ہی سہی.... لیکن میں اس معاملے کی تہہ تک پہنچنا چاہتی ہوں۔ میری مدد کرو۔!"

"یعنی آپ دوسری پارٹی کی حیثیت سے بات کر رہی ہیں....!"

"چلو یہی سمجھ لو....!"

"لیکن میں ابھی سیٹھ صاحب کی ملازمت میں ہوں لہذا کسی دوسری پارٹی کی طرف اپنی خدمات کیسے منتقل کر سکوں گا....!"

"تم باتوں میں وقت ضائع کر رہے ہو....!"

"ناراض ہونے کی ضرورت نہیں۔ اگر آپ سیٹھ صاحب کی بیٹی ہونے کی حیثیت سے میرا استعفیٰ منظور کر سکتی ہوں تو مطلع فرمائیے....!"

"اس سے کیا ہوگا۔؟"

"استعفیٰ منظور کر کے فوراً اپنی ذاتی ملازمت میں لے لیجئے گا۔!"

"اب وکالت پڑھانے بیٹھو گے....!"

"اصولی بات محترمہ....!"

"میں نے ڈیڈی کی طرف سے تمہارا استعفیٰ منظور کر لیا....اور اب تمہیں اپنی ملازمت میں لیتی ہوں.... تنخواہ کیا لو گے....!"

"تنخواہ کی فکر نہیں.... آپ اپنے ڈیڈی کی طرح مال دار نہیں ہیں۔ اس لئے جو دل چاہے دے دیجئے گا۔!"

"خاصا وقت ضائع کر چکے اب ہلو بھی اس جگہ سے....!"

"چلئے....!" عمران اس حصے کی طرف مڑتا ہوا بولا۔ جہاں لفٹ کا کیج تھا۔ لفٹ موجود تھی۔ دونوں اندر پہنچے اور عمران اُس کے سوئچ بورڈ کا جائزہ لینے لگا۔

پھر اُس نے ایک بٹن دبایا تھا....اور لفٹ حرکت میں آگئی تھی.... لیکن وہ گراؤنڈ فلور پر رُک گئی۔

"ارے.... یہ تو یہیں رک گئی....!" غزالہ نے تردد آمیز لہجے میں کہا۔!

"لیکن یہیں رکی نہیں رہے گی....بس دیکھتی جائیے....!"

اُس نے سوئچ بورڈ پر کسی قدر زور صرف کیا تھا اور وہ بائیں جانب کھسک گیا تھا۔ اُس کے نیچے دو بٹن اور دکھائی دیئے ایک سرخ تھا اور دوسرا سفید.... سرخ بٹن پر انگلی رکھتے ہی لفٹ نیچے کھسکنے لگی تھی۔

"پاک پروردگار....!" عمران دونوں ہاتھ جوڑ کر اوپر کی طرف دیکھتا ہوا بولا "گواہ رہیو کہ یہ خاتون برضا و رغبت تہہ خانے میں جا رہی ہیں.... میں نے انہیں نہیں ورغلایا۔ بلکہ میں نے تو اس سے باز رکھنے کی کوشش کی تھی۔!"

غزالہ بھنا کر کچھ کہنے ہی والی تھی کہ لفٹ ایک دھچکے کے ساتھ رک گئی۔ دروازہ کھلا تھا اور

سامنے ہی تین آدمی کھڑے نظر آئے جن کے منہ حیرت سے کھل گئے تھے۔!

غزالہ سے پہلے عمران لفٹ سے نکلا.... اور پھر بڑے اطمینان سے مڑ کر بولا "آیئے.... آیئے.... شائد یہ لوگ اوپر جانا چاہتے ہیں۔!"

اُن لوگوں کو دیکھ کر غزالہ کے ہاتھ پیر پہلے ہی پھول گئے تھے۔ بوکھلاہٹ میں لفٹ سے نکل آئی۔ پھر عمران نے اس سمت آگے بڑھ جانا چاہا تھا۔ لیکن وہ تینوں راہ میں حائل ہوگئے اور ایک نے کہا۔

"کیا خیال ہے.... تم کیا کر رہے ہو....؟"

"یہاں کی صفائی کرنی ہے....!" عمران نے جواب دیا۔

اتنی دیر میں غزالہ سنبھل گئی تھی۔ اُس نے کڑے تیوروں کے ساتھ انہیں مخاطب کیا۔ "تم لوگ کون ہو اور ہمارے تہہ خانے میں کیا کر رہے ہو....؟"

دفعتاً ان میں سے ایک نے ریوالور نکال لیا۔ اور اُس کا رخ عمران کی طرف کرتا ہوا بولا۔ "اپنی جگہ سے ہلے بھی تو فائر کر دوں گا۔!"

"آپ تو کہہ رہی تھیں کہ تہہ خانہ خالی ہوگا۔" عمران نے غزالہ سے کہا۔ "لیکن یہاں تو ایک ریوالور بھی موجود ہے....!"

"کیا تم جانتے نہیں کہ میں تمہارے مالک کی بیٹی ہوں۔!" غزالہ نے جی کڑا کر کے کہا۔

"اسی لئے تو میں جاننا چاہتا ہوں کہ یہاں آپ کا کیا کام۔!" اُن میں سے ایک بولا۔

"میں اپنی مرضی کی مالک ہوں....!"

"پہلے تو کبھی ایسا نہیں ہوا....!"

"ضرورت نہیں سمجھی تھی۔!" وہ بُرا سا منہ بنا کر بولی۔

"لیکن اسے کیوں ساتھ لائی ہیں۔!"

"اپنے ملازم کو جہاں چاہوں گی لے جاؤں گی۔ تم دخل اندازی کرنے والے کون ہو....؟"

"فی الحال ان دونوں کو بند کر دو....!" اُس نے اپنے دونوں ساتھیوں سے کہا۔!

"ملاحظہ فرمایا آپ نے....!" عمران نے طنزیہ لہجے میں مخاطب کیا۔!

"سن رہی ہوں.... پتا نہیں کیا چکر ہے....!"

"چلو....!" ریوالور والے نے بائیں جانب اشارہ کیا۔

"اور اگر میں انکار کردوں تو....!" عمران نے بھی آنکھیں نکالیں۔

"زیادہ تیزی دکھانے کی ضرورت نہیں ورنہ سچ مچ گولی ماردی جائے گی۔!"

"چلئے جناب....!" عمران نے غزالہ کی طرف دیکھ کر مایوسانہ انداز میں کہا۔

غزالہ نے اُسے اشارہ کیا کہ وہ بھی ریوالور نکال لے۔ لیکن عمران ٹھنڈی سانس لے کر بہ آواز بلند بولا۔ "یہی تو حماقت سرزد ہوئی ہے کہ ریوالور اور پستول دونوں ہی اوپر چھوڑ آیا ہوں۔!"

غزالہ نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا کر رہ گئی۔

"اوہو.... تو جناب نہ صرف ریوالور بلکہ پستول بھی رکھتے ہیں!" ریوالور والے نے کہا۔

"سیٹھ صاحب کا باڈی گارڈ ہوں اس لئے توپ بھی رکھ سکتا ہوں۔!"

"اُوہ.... فضول باتوں میں وقت کیوں ضائع کر رہے ہو۔!" تیسرا بولا "ان دونوں کو واپس آجانا چاہئے تھا۔ اُن کی بجائے یہ آئے ہیں۔ پتا نہیں یہ غیر معمولی واقعہ کیونکر ہوا۔!"

"میں بتاتا ہوں....!" عمران سینے پر ہاتھ مار کر بولا۔ "ہمیں علم نہیں تھا کہ تہہ خانے میں بھی کسی قسم کی آبادی پائی جاتی ہے۔ وہ دونوں چوروں کی طرح سیٹھ صاحب کی خوابگاہ میں داخل ہوئے تھے اور میں نے اُن کی اچھی خاصی پٹائی کرنیکے بعد باندھ کر باتھ روم میں ڈال دیا ہے۔!"

"میں تسلیم نہیں کر سکتا کہ سیٹھ صاحب نے تمہیں اس کی اجازت دی ہو گی۔!"

"اُن کے فرشتوں کو بھی علم نہیں.... پڑے سو رہے ہیں۔ اتنی دھینگا مشتی بھی ہو گئی لیکن اُن کی آنکھوں نہ کھلیں۔ پتا نہیں کیا کھا پی کر سوتے ہیں۔!"

"اس کے باوجود بھی اب تم دونوں کو یہیں رُکنا پڑے گا۔!"

"یقیناً تمہارا دماغ چل گیا ہے۔!" عمران سر ہلا کر بولا۔

"تم دونوں انہیں دیکھو.... میں اوپر جارہا ہوں....!" اُس نے اپنے دونوں ساتھیوں سے کہا اور لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔

"ضرور دیکھو....!" عمران نے ان دونوں سے کہا۔ "لیکن یہیں کھڑے کھڑے ہم یہاں سے ایک انچ بھی آگے نہ بڑھیں گے....!"

انہوں نے لفٹ کی طرف دیکھا جو اوپر جارہی تھی۔! دفعتاً دوسرے نے ریوالور والے سے

کہا "تم انہیں کور کیے رکھو..... میں ابھی آیا۔!"

کچھ دور چلنے کے بعد وہ ایک دروازے سے گذر کر نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ ادھر عمران نے غزالہ سے پوچھا "کیا خیال ہے چھین لوں ان صاحب سے ریوالور.....!"

"تم سے کچھ بھی نہیں ہو سکے گا..... بڑے گاؤدی ہو.....!" غزالہ جل کر بولی۔

"اچھا بھائی.....! اب تم ریوالور میرے حوالے کر دو..... ورنہ میری نوکری کی خیر نہیں مس صاحب کو غصہ آگیا ہے۔!"

"اگر یہ بات ہے تو چھین لو.....!" وہ ہنس کر بولا۔

"ہاتھا پائی سے کیا فائدہ..... چپ چاپ میرے حوالے کر دو.....!" عمران نے بے حد سنجیدگی سے کہا۔ اور غزالہ اُسے اس طرح دیکھنے لگی جیسے وہ سچ مچ پاگل ہو گیا ہو.....!

"چلو.....!" وہ ریوالور کو جنبش دے کر بولا۔ "ورنہ بُرا حشر ہو گا۔ اب شائد سیٹھ صاحب بھی تمہارے لئے کچھ نہ کر سکیں۔!"

"کیوں؟ کیا وہ کسی کے باپ کے نوکر ہیں۔!" غزالہ آنکھیں نکال کر بولی۔

"یہ بہت ہی نازک مسائل ہیں محترمہ.....!" ریوالور والے نے بڑے ادب سے کہا۔!

"میں نہیں سمجھی تم کیا کہنا چاہتے ہو.....؟"

"اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہنا چاہتا کہ جو کہا جائے وہی کیجئے۔ شائد اسی طرح آپ لوگوں کے لئے بہتری کی کوئی صورت نکل آئے۔!"

"تم تو ایسی باتیں کر رہے ہو جیسے ڈیڈی تمہارے زیر دست ہوں۔!"

"یہاں نہ کوئی زیر دست ہے اور نہ کوئی زبردست.....!"

"اوہو..... تو یہ جمہوری تہہ خانہ ہے.....!" عمران چہک کر بولا۔

ٹھیک اُسی وقت اُس نے دوسرے آدمی کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا۔ "ارے تم لوگ ابھی یہیں کھڑے ہو۔!"

"یہ لوگ بات بڑھا رہے ہیں۔!" ریوالور والے نے جواب دیا۔

"تمہارے بس میں ہو تو بات گھٹانا سکھا دو.....!"

دوسرا آدمی قریب آگیا جس کے ہاتھ میں عجیب وضع کا پستول تھا۔ عمران سر جھٹک

بولا۔ "یک نہ شُد دو شُد....!"

وہ اُس عجیب وضع کے پستول کے مصرف سے بخوبی واقف تھا۔ اور اب اُسے اپنی عافیت سچ مچ خطرے میں نظر آنے لگی تھی۔ پھر قبل اس کے کہ وہ اس کے تدارک کی کوئی تدبیر سوچ سکتا۔ اُس میں سے ایک ڈارٹ نکل کر غزالہ کے شانے میں پیوست ہو گئی۔ وہ چیخی تھی اور گھٹنوں کے بل فرش پر گر پڑی تھی۔

"خبر دار.... جنبش نہ کرنا....!" ریوالور والے نے عمران کو دھمکی دی۔ لیکن عمران نے کسی جمناسٹ کے سے انداز میں الٹی جست لگائی۔ ریوالور سے فائر ہوا تھا اور گولی اُس کے بائیں کان کے قریب سے نکل گئی۔ اتنے میں ڈارٹ گن بھی دوبارہ لوڈ کر لی گئی تھی۔ ریوالور سے دوسرا فائر ہوا.... اور عمران اس بار بھی بال بال بچا۔ لیکن بالآخر ڈارٹ گن اپنا کام کر ہی گئی۔

غزالہ پہلے ہی بیہوش ہو چکی تھی.... اور عمران سیدھا کھڑا رہنے کی کوشش میں جھوم رہا تھا۔ اور پھر وہ بھی منہ کے بل فرش پر آ رہا۔



سیٹھ جیلانی بڑے ادب سے ہاتھ باندھے اُس کے سامنے کھڑا تھا۔ لیکن یہ ادب و احترام اُسی وقت تک قائم رہا جب تک کچھ دوسرے لوگ بھی بابا سگ پرست کے "دربار" میں حاضر رہے۔ اور اُن کے جاتے ہی جیلانی نے سر اٹھایا اور قہر آلود نظروں سے بابا کو گھورنے لگا۔ عجیب دھج کا آدمی تھا یہ بابا بھی.... سر اور ڈاڑھی کے بال بالکل سفید تھے۔ لیکن جسم جوانوں جیسا تھا۔ قد آور اور سرخ و سپید رنگت والا تھا۔ آنکھوں سے بے پناہ توانائی ظاہر ہوتی تھی۔ ایک کتا اس کی گود میں لیٹا ہوا تھا۔ دو ادھر اُدھر بیٹھے ہوئے تھے اور چوتھا عقب سے کاندھے پر چڑھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"میں نے آپ ہی کے کہنے پر اُسے گھر میں رکھنا گوارہ کیا تھا۔" بالآخر جیلانی سیٹھ نے ہانپتے ہوئے کہا۔

"میں نے اس لئے کہا تھا کہ وہ یہی چاہتا تھا۔ اور تم بھی اچھی طرح جانتے تھے کہ تمہیں کس بات پر نظر رکھنی ہے۔!"

"کیا میں اس کی طرف سے غافل تھا۔!"

"نہیں اُسکی طرف سے تو غافل نہیں تھے۔ لیکن بیٹی کیطرف سے ضرور غافل رہے ہو۔!"

"میں تصور بھی نہیں کر سکتا۔!"

"تو پھر انتظار کرو کہ حقیقت سامنے آجائے....!"

"میں نے غزالہ پر کبھی کوئی پابندی نہیں لگائی.... وہ جانتی تھی کہ مجھے اس کے فیصلے سے اتفاق ہو گا.... پھر اُس نے ایسی حرکت کیوں کی۔!"

"ہوں.... تو تم اُسے کسی کرسچین سے شادی کر لینے سے نہ روکتے۔!"

"لل.... لیکن....!"

"تم کتنے ہی آزاد خیال کیوں نہ ہو۔ اس کی اجازت ہر گز نہ دیتے۔!"

جیلانی سیٹھ تھوک نگل کر رہ گیا۔!

بوڑھے نے کاندھے پر چڑھ بیٹھنے کی کوشش کرنے والے کتے کی گردن پکڑ کر اٹھایا اور اُسے بھی گود میں بٹھالیا۔

"میں کیا کروں....؟" جیلانی سیٹھ بے بسی سے بولا۔

"انہیں تلاش کرو....!"

"کیا وہ واقعی کرسچین ہے....!"

"نہیں.... لیکن وہ تمہاری بیٹی پر ہر گز ظاہر نہیں کرے گا کہ وہ کرسچین نہیں۔ اور اگر ظاہر کر دیتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ تمہارے بارے میں بھی اُسے وہ سب کچھ بتادے گا جس کا اُسے علم نہیں۔!"

"اگر ایسا ہوا ہے تو بہت بُرا ہوا ہے بابا.... وہ اب کبھی میری طرف رخ بھی نہ کرے گی۔ میں اُسے اچھی طرح جانتا ہوں۔ سرے سے بھلادے گی کہ اُس کا کوئی باپ بھی تھا۔!"

"سچا بزنس مین نہ کسی کا باپ ہوتا ہے اور نہ کسی کا بیٹا۔!"

"میں سچا بزنس مین نہیں بننا چاہتا۔!"

"تب پھر تم پر باپتا کا عذاب ضرور نازل ہوگا۔ اور تم بیٹی کی محبت کے جہنم میں جلتے رہو گے۔!"

"مجھ پر رحم کیجئے بابا....!"

"میں کیا کر سکتا ہوں۔!"

"مجھے میری بیٹی چاہئے۔!"

"تم سے بہتر یہ کتے ہیں کہ افزائش نسل تو کرتے ہیں لیکن باپا کا روگ نہیں پالتے.... اپنی ذات میں مگن.... اپنے وجود کی مستی سے سرشار....!"

"اس وقت میں فلسفہ پڑھنے نہیں آیا.... مجھ پر رحم کیجئے....!"

"کس طرح رحم کروں.... طریقہ بھی بتاؤ۔!"

"آپ سب کچھ جانتے ہیں۔ آپ تو اُسے بھی جانتے تھے۔! میں لاعلم تھا۔ آپ تو یہ بھی جانتے ہیں کہ اس معاملے میں مزید دو مرد اور ایک غیر ملکی سفید فام عورت بھی ملوث ہے.... اور وہ یہاں سے سینکڑوں میل دور ہیں۔!"

"لیکن میں نہیں جانتا کہ تمہاری بیٹی اُسے کہاں لے گئی ہے۔!" بابا نے کہا۔

"تمہاری پیچش کا کیا حال ہے؟"

"جی....!" وہ چونک کر بولا۔ "میں نہیں سمجھا۔!"

"پچھلی رات.... تم نے ضرغام کو بتایا تھا کہ مروڑ والی پیچش میں مبتلا ہو گئے۔!"

"م.... مجھے تو یاد نہیں.... اور میں پیچش میں ہرگز مبتلا نہیں ہوا تھا۔!"

"تم نے یہ بھی کہا تھا کہ محض اسی تکلیف کی بناء پر فوری طور پر مجھ سے نہیں مل سکتے۔!"

"میں قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ یہ درست نہیں۔!"

"ہو سکتا ہے نیم بیہوشی کے عالم میں اُس کی کال ریسیو کی ہو۔!"

"ہاں.... یہ ممکن ہے....!"

"اُس نے پچھلی رات کو ایک ڈرگ اسٹور سے بیہوشی طاری کرنے والے کیمیکلز خریدے تھے۔ اسی لئے مجھے تشویش تھی اور میں نے تمہیں فون کیا تھا۔!"

"وہ تو جو ہونا تھا ہو چکا۔ اب میں کیا کروں۔!"

"کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ صبر کے علاوہ.... اب وہ ہاتھ نہیں آئے گا۔ شائد تمہارے سارے راز اپنے ساتھ لے گیا۔ کیا تمہاری بیٹی تہہ خانے کے بارے میں جانتی تھی۔!"

"نہیں.... وہ میرے ہر ایسے معاملے سے لاعلم تھی جس سے اُسکے ذہن پر بُرا اثر پڑ سکتا۔!"

"تب پھر اُسے تم جیسے آدمی کی بیٹی ہی نہ ہونا چاہئے تھا۔ اچھا ہی ہوا کہ تم بالکل آزاد ہوگئے۔!"

"کیا میں ہمیشہ سے ایسا ہی تھا۔!"

"نہ رہے ہوگے۔ لیکن تم میں ایسا بن جانے کے جراثیم ضرور موجود تھے۔!"

"ہاں اب تو آپ یہی کہیں گے۔!"

"جیلانی....! اپنی حد میں رہو....!"

"میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا۔!"

"تو پھر فی الحال گوشہ نشین ہو جاؤ۔!"

"لیکن اگر وہ کسی طرح تہہ خانے کے راز سے واقف ہو گیا ہے تو کیا ہوگا۔!"

"تم اس کی فکر نہ کرو اسے میں دیکھوں گا.... ویسے کیا تم اس پر روشنی ڈال سکو گے کہ تمہارے ہی مکان کے قریب کیوں آبیٹھا تھا۔ اور بہانہ بھی بنایا تو کتیا اور اُس کے بچوں کا۔!"

"میں کیا بتاؤں.... مجھے علم نہیں کہ ایسا کیوں کر ہوا۔!"

"وہ چوری چھپے لیڈی ڈاکٹر زیبا سے بھی ملتا رہا ہے۔!"

"تو اس سے کیا ہوا۔ وہ میرے بارے میں اس کے علاوہ اور کچھ نہیں جانتی کہ کبھی کبھی میر بلڈ پریشر ہائی ہو جاتا ہے۔!"

"لیڈی ڈاکٹر زیبا کا ایک کزن کیپٹن فیاض مرکزی محکمہ سراغ رسانی کا ایک آفیسر ہے۔!"

"ہوا کرے.... وہ میرے بزنس کے بارے میں کچھ نہیں جانتی۔!"

"بہر حال.... میں تمہاری بیٹی کے سلسلے میں کچھ بھی نہیں کر سکتا۔!"

"تب پھر میری زندگی ہی بیکار ہے۔!"

"تو پھر خودکشی بہترین حل ہے تمہارے مسئلے کا۔!"

"یہ آپ کہہ رہے ہیں۔!"

"میرے علاوہ اور کوئی کہہ بھی نہیں سکتا۔! کیونکہ خودکشی تمہارا مقدر ہو چکی ہے۔ تم آر شام تک خودکشی کرلو گے۔!"

"نن.... نہیں....!" جیلانی خوفزدہ لہجے میں بولا۔

"جاؤ.... میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔!"

"خودکشی کی بددعا واپس لے لیجئے۔!"

"ایک شرط پر....!" وہ ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "تا حکم ثانی اپنے بنگلے ہی تک محدود رہو گے۔ کسی سے فون پر بھی گفتگو نہیں کرو گے۔ کہیں سے کوئی کال آئے تو خود ہرگز ریسیو نہ کرنا۔ کسی ملازم کو ہدایت کر دینا کہ وہ ہر کال کے جواب میں یہی کہتا رہے کہ تم گھر میں موجود نہیں ہو۔!"

"مم.... میں یہی کروں گا....!"

"تو جاؤ.... تم فی الحال خودکشی بھی نہیں کرو گے۔!"

"شش.... شکریہ....!"



پتا نہیں کتنی دیر بعد ہوش آیا تھا۔ عمران اندازہ نہ لگا سکا۔ کیونکہ گھڑی بھی بند ہو گئی تھی۔ لیکن وہ تہہ خانہ تو نہیں تھا۔ کیونکہ کمرے میں کھڑکی سے دھوپ آ رہی تھی۔! اُس نے بستر سے فرش پر چھلانگ لگائی اور سیدھا کھڑا ہو گیا۔ پھر ٹانگوں کی قوت کا اندازہ لگانے لگا تھا۔! گھٹنوں میں تھرتھری سی محسوس کی اور پھر بستر پر بیٹھ کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔!

کمرے میں صرف ایک ہی بستر تھا۔ اٹھ کر دروازے کی طرف جھپٹا۔ لیکن وہ مقفل نہیں تھا۔ ہینڈل گھماتے ہی کھل گیا.... بوکھلائے ہوئے انداز میں وہ باہر نکلا.... بائیں جانب کسی دوسرے کمرے کا دروازہ نظر آیا۔ اور ہینڈل گھماتے ہی وہ بھی کھل گیا تھا۔ غزالہ سامنے ہی بستر پر سوتی دکھائی دی۔ تنہا ہی تھی۔

عمران نے چپ چاپ دروازہ بند کر دیا.... غزالہ کو جگانے سے قبل ہی پوری عمارت کا جائزہ لینا چاہتا تھا۔

زیادہ بڑی عمارت نہیں تھی.... صرف چار کمروں اور ایک کچن پر مشتمل تھی۔ دو کمرے خالی ملے.... بہر حال اس وقت اس عمارت میں اُن دونوں کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔ اُس نے عمارت سے باہر نکلنے کی بھی کوشش کی تھی۔ لیکن اس میں کامیاب نہ ہو سکا۔ تھک ہار کر پھر اُسی کمرے کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ جہاں غزالہ سو رہی تھی۔ اُس نے اُسے آوازیں دیں اور وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔ گویا بیہوشی کے اثرات زائل ہو چکے تھے۔ اور وہ صرف سوتی رہی تھی۔

"کک.... کیا بات ہے....!" وہ ہکلائی اور پھر بوکھلا کر چاروں طرف دیکھتی ہوئی بولی۔ "یہ کیا.... ہم کہاں ہیں....؟"

"میں تو ابھی تک خواب دیکھ رہا ہوں۔!"

"کیا مطلب....؟"

"یہ وہ تہہ خانہ نہیں ہے۔!"

"پھر ہم کہاں ہیں....؟"

"خدا جانے.... پچھلی رات ہم دونوں بیہوش کر دینے والی ڈارٹس کا نشانہ بنے تھے۔ اُس کے بعد سے اب ہوش آیا ہے۔!"

"خدا کی پناہ....!" وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر رہ گئی۔ پھر تھوڑی دیر بعد بولی۔ "آخر یہ سب کیا ہو رہا ہے....؟ کیا تہہ خانے میں ڈیڈی کے دشمن تھے۔!"

"میں ایسا نہیں سمجھتا۔!"

"تو پھر....!"

"ابھی تک اپنے اسی خیال پر جما ہوا ہوں کہ آپ کے ڈیڈی نے میرے ساتھ کسی قسم کا فراڈ کیا ہے۔!"

"اگر ایسی بات ہوتی تو میں یہاں تمہارے ساتھ نہ دکھائی دیتی۔!"

"یعنی آپ کا ذہن اس وقت بھی جاگ رہا ہے۔!" عمران اُسے غور سے دیکھتا ہوا بولا۔!

"پوری طرح....!" وہ طویل سانس لے کر بولی "یقیناً ڈیڈی کسی سازش کا شکار ہوئے ہیں۔ ورنہ کم از کم میرے ساتھ یہ برتاؤ نہ ہوتا۔!"

"ہاں... یہ بھی ایک اہم نکتہ ہے.... اس طرح یہ معمہ اور زیادہ ناقابلِ حل ہو جاتا ہے۔!"

"کیا ہم یہاں سے باہر نکل سکیں گے۔!"

عمران سر کو منفی جنبش دے کر بولا۔ "آپ کو جگانے سے قبل ہی اُس کے امکانات کا جائزہ لینے کی کوشش کی تھی۔ لیکن ناکام رہا۔!"

"اس کمرے سے نکل سکیں گے....!"

"ضرور ضرور.... ورنہ میں کس طرح داخل ہو سکتا۔!"

"تو تم کسی دوسرے کمرے میں تھے۔!"

"جی ہاں! اسی بناء پر آپ کے ڈیڈی کے لئے وہ ریمارک تھا۔ ورنہ اُن کے دشمنوں کو کیا پڑی تھی کہ ہمیں الگ الگ بند کرتے۔!"

غزالہ اٹھتے اٹھتے پھر بیٹھ گئی۔ اس کی سانس پھول رہی تھی اور حلق خشک ہو رہا تھا۔

"پپ.... پانی کیا یہاں کہیں پانی بھی ہے۔!" اُس نے بدقت کہا۔

"کیوں نہیں کھانا پانی سب کچھ موجود ہے.... ذرا سی محنت سے ناشتہ بھی تیار ہو جائے گا.... یہ ساری سہولتیں آپ کے ڈیڈی کے علاوہ اور کوئی نہیں فراہم کر سکتا۔!"

"مجھے تھوڑا سا پانی پلا دو....!"

"کیا اب بھی میری نوکری بر قرار ہے۔!"

"میری حد تک یقیناً بر قرار ہے....!"

"لیکن یہاں رہ کر آپ تنخواہ کیسے دیں گی۔!"

"پانی لانا ہے تو لاؤ.... ورنہ یہاں سے چلے جاؤ۔!"

"لا رہا ہوں محترمہ....!"

"عمران کمرے سے نکل کر کچن میں آیا تھا۔ اور یہاں سے پانی کا جگ اور گلاس اٹھا کر واپس ہوا تھا۔

غزالہ پورا گلاس چڑھا گئی۔ اور ہانپتی ہوئی بولی۔ "اب کیا کرو گے۔!"

"فی الحال تو ناشتے کی سوچ رہا ہوں۔ لیکن جیسے میں کسی مرغی کی طرح انڈے نہیں دے سکتا۔ اسی طرح ناشتہ تیار کرنا بھی میرے بس سے باہر ہے۔ لہذا میری نوکری صرف کچن کے باہر ہی بر قرار رہ سکتی ہے۔!"

"چلو مجھے دکھاؤ کچن....!"

"پہلے باتھ روم تو دیکھ لیجئے۔ اتنی دیر تک میں صبر کر لوں گا۔!"

وہ اُسے قہر آلود نظروں سے گھورتی ہوئی اٹھ گئی تھی۔

دونوں کمرے سے باہر نکلے۔

کچن میں غزالہ وہاں رکھی ہوئی اشیاء کا جائزہ لینے لگی تھی اور عمران خاموش کھڑا طرح طرح

کے منہ بناتا رہا تھا.... دفعتاً وہ اس کی طرف مڑی۔

"یہ کیا کررہے ہو....؟"

"حیرت ظاہر کررہا ہوں....!"

"کوئی الٹی سیدھی بات نہ کہہ دینا۔ میرا دماغ اس وقت ٹھیک نہیں ہے۔!"

"جی بہت اچھا....!" سعادت مندانہ انداز میں کہہ کر وہ اسٹوو میں تیل چیک کرنے لگا۔!

"ہاں سب کچھ موجود ہے....!" غزالہ پُر تشویش لہجے میں بولی۔ "لیکن میری عقل کام نہیں کرتی....!"

"عقل تو آرام کرنے کے لئے ہوتی ہے۔ اُسے کام سے کیا سروکار.... کام تو دل کرتا ہے۔ چوبیس گھنٹے دھڑکتا رہتا ہے۔!"

اُس نے اُسے پھاڑ کھانے والے انداز میں دیکھا تھا اور کچن سے نکل گئی تھی۔! تھوڑی دیر بعد پھر آئی۔ چند لمحے اُسے گھورتی رہی اور بولی "میں دیکھ رہی ہوں کہ تمہیں کوئی فکر ہی نہیں ہے۔!"

"اگر ناشتے کی صورت نہ نکل آتی تو فکر کی بات تھی۔!"

"تو ہم یہاں اسی طرح بند رہیں گے۔!"

"باہر نکلے بھی تو جائیں گے کہاں.... جس حد تک کھڑکیوں سے باہر دیکھ سکا ہوں اُس سے تو یہی اندازہ ہوتا ہے کہ یہ عمارت کسی جنگل میں واقع ہے۔!"

"اچھا تو پھر....!"

"جنگل میں شیر چیتے بھی ہوتے ہیں اور سانپ بچھو بھی! لہٰذا فی الحال یہ صاف ستھری جگہ بھی قیام کے لئے بُری نہیں ہے۔ اور پھر آپ کے ڈیڈی کب چاہیں گے کہ ہم جنگل میں بھٹکتے پھریں۔!"

"یہ ڈیڈی کا کام نہیں معلوم ہوتا۔!"

"آخر آپ کس بناء پر کہہ سکتی ہیں۔!"

"وہ صرف تمہارے ساتھ ایسا برتاؤ کرسکتے تھے۔ کوئی باپ اپنی بیٹی کو کسی اجنبی کے ساتھ اس طرح تنہا نہیں چھوڑ سکتا۔!"

"آدمی کو پرکھنے کے ماہر ہیں آپ کے ڈیڈی۔!"

"کیا مطلب....؟"

"آپ میرے ساتھ زندگی بھر تنہا ہی رہ سکتی ہیں۔! ویسے ان بکسوں میں کیا رکھا ہے.... میں نے اسٹوو جلا دیا ہے.... اب آپ اپنی کارکردگی کا مظاہرہ کیجئے۔!"

"انڈے تلنا اور توسٹ پر مکھن لگانا بھی نہیں جانتے....!"

"ناشتے میں پراٹھے کھانے کا عادی ہوں۔!"

"اور میں تمہارے لئے پراٹھے پکاؤں گی۔!"

"اچھے لوگ ملازموں کو بھی اپنے ہی جیسا سمجھتے ہیں۔!"

"مجھے آٹا گوندھنا نہیں آتا۔!"

"افسوس ناک....!" عمران نے ٹھنڈی سانس لی۔

"ناشتہ پھر ہوتا رہے گا.... ہمیں اس صورت حال پر غور کرنا چاہئے۔!"

"کوئی فائدہ نہیں۔!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "جو کچھ ہونا تھا ہو چکا۔!"

"کیا مطلب....؟"

"اب تو آرام سے بیٹھ کر یہ دیکھنا ہے کہ آئندہ کیا ہوتا ہے۔!"

"یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔!"

"محترمہ.... آپ پھر بھول رہی ہیں کہ ہم پر وہ سب کچھ آپ کے بنگلے ہی میں گذری تھی کہیں اور نہیں۔!"

"لیکن وہ سب میرے لئے قطعی اجنبی تھے....! نہ اُن لوگوں کو پہلے کبھی دیکھا تھا جو ڈیڈی کے بیڈ روم میں آئے تھے اور نہ انہیں جن سے تہہ خانے میں ملاقات ہوئی تھی۔!"

"انہوں نے تو پہلے ہی عرض کر دیا تھا کہ وہ سیٹھ صاحب کے پوشیدہ محافظ تھے۔ اور پوشیدہ محافظوں کے لئے تہہ خانے سے زیادہ محفوظ جگہ اور کوئی نہیں ہو سکتی۔"

"اچھا تو پھر یہ بھی ناممکن ہے کہ وہ ہمیشہ تہہ خانے ہی میں بند رہتے ہوں.... باہر ضرور آتے ہوں گے.... اور ظاہر ہے کہ لفٹ گھر کے اندر ہی ہے۔ لہذا کبھی تو کوئی دکھائی دیا ہوتا۔!"

"ہو سکتا ہے.... لفٹ کے علاوہ کوئی اور راستہ بھی ہو....!"

"بہر حال تم ڈیڈی کو ملوث کرنے پر تل گئے ہو۔!"

"حالات مس صاحب! حالات سراسر اسی حقیقت کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔!"

"لیکن اس سے ڈیڈی کا کیا مقصد ہو سکتا ہے۔!"

"سب سے بڑا الجھاوا یہی ہے کہ آخر آپ ساتھ کیوں پائی جاتی ہیں۔ اگر میں تہہ خانے کے از سے واقف ہو گیا تھا تو بڑی آسانی سے میرا گلا گھونٹ کر یہ شہادت ضائع کی جا سکتی تھی۔ اور آپ کو بہر حال سمجھا بجھا لیا جاتا۔ آخر وہ باپ ہیں اور آپ بیٹی....!"

"شکر ہے کہ اس بات پر تمہیں مجھ سے اتفاق ہے۔!"

"بالکل ہے.... لیکن پھر....؟ سیٹھ صاحب کا کیا رول ہے اس کہانی میں۔!"

"میں کیا جانوں....!"

"ہو سکتا ہے آپ کے ڈیڈی کسی کے مہرے ہوں۔!"

"میں نہیں سمجھی۔!"

"کوئی اور اس تہہ خانے کو استعمال کر رہا ہو۔ اور آپ کے ڈیڈی اس کے دباؤ میں ہوں.... وہ ٹھہریئے۔!"

عمران خاموش ہو کر کچھ سوچنے لگا۔ پھر بولا "جب ہم تہہ خانے میں پہنچے تھے اس وقت وہ بیہوش ہی تھے۔!"

"اور تمہارے بیان کے مطابق وہ صبح تک ہوش میں نہ آئے ہوں گے۔!"

"نہیں! ایسی ادویات بھی موجود ہیں جن کے انجکٹ کر دینے سے بیہوشی رفع ہو جاتی ہے۔!"

"لیکن اُسی صورت میں جب ایسا ہوا ہو۔!" غزالہ بولی۔

"آپ نے بالکل ٹھیک بات کہی ہے کہ بُرا سے بُرا باپ بھی اپنی بیٹی کو اس طرح کسی غیر آدمی کے حوالے نہیں کر سکتا۔ جس طرح آپ میرے سر پڑی ہیں۔!"

"گفتگو میں مناسب الفاظ استعمال کرو.... ورنہ سر توڑ دوں گی۔!"

"حیرت ہے کہ آپ ایسے حالات میں بھی مجھ سے ادب لطیف سننا چاہتی ہیں۔!"

وہ خاموش رہی.... سر جھکائے کسی سوچ میں گم ہو گئی تھی۔ عمران نے فرائینگ پین میں مکھن ڈال کر انڈے توڑنے شروع کر دیئے۔

"لیکن تمہارا اطمینان قابلِ داد ہے۔!" غزالہ نے تھوڑی دیر بعد کہا۔

"یا زندہ رہوں گا یا مر جاؤں گا۔ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ لہذا خواہ مخواہ فکر مندی کا روگ پالنے سے کیا فائدہ۔ ویسے اگر آپ اسی دوران میں آٹا گوندھنے کی مشق بہم پہنچا لیں تو آئندہ زندگی میں کام آئے گی۔!"

"اب کچھ دیر کے لئے خاموش ہو جاؤ۔!"

"ہاں! میں بھی یہی سوچ رہا تھا کہ قبل اس کے کہ کوئی تازہ مصیبت نازل ہو جائے ہمیں ناشتہ کر لینا چاہئے۔!"

"اور پھر اُس نے سچ مچ خاموشی اختیار کر لی تھی۔ ناشتے کے دوران میں بھی نہیں بولا تھا۔ لیکن اب غزالہ کے چہرے سے صاف پڑھا جا سکتا تھا کہ اُسے اس کی خاموشی گراں گذر رہی ہے۔ بار بار اُسے غور سے دیکھنے لگتی تھی لیکن وہ سر جھکائے کافی پیتا رہا۔ آخر جب گھٹن حد سے زیادہ بڑھ گئی تو تیز لہجے میں بولی "کچھ سوچا تم نے۔"

"جی ہاں....!" وہ سر ہلا کر رہ گیا۔

"کیا سوچا....؟"

"دنیا بڑی واہیات جگہ ہے۔ اب چل کر جنت میں رہنا چاہئے۔!"

"اپنے نام ہی کی طرح بے تکے بھی ہو۔!"

"گالیاں کھانے کی تنخواہ الگ سے دینی پڑے گی۔ ورنہ محتاط رہئے....!"

"تم آخر ہو کیا بلا۔؟"

"کئی بار آپ یہ سوال کر چکی ہیں! لیکن میرے پاس اس کا کوئی جواب نہیں۔!"

"میں کہتی ہوں یہاں سے نکلنے کی کوشش کرو....!"

"شائد تیسری بار یہ مشورہ بھی دے رہی ہیں۔!"

"لیکن تم اس پر عمل نہیں کرو گے۔!"

"کیوں دربدری کی سوجھی ہے۔ خدا نے چھت مہیا کر دی ہے۔ چین سے بیٹھی رہئے۔!"

"شائد اس صدمے سے سچ مچ تمہارا دماغ الٹ گیا ہے۔!"

"جو دل چاہے سمجھ لیجئے....!" عمران نے لاپرواہی سے کہا۔

"اچھا تو پھر میں ہی کوئی دروازہ توڑنے کی کوشش کرتی ہوں۔! نہ ٹوٹا تو مٹی کا تیل چھڑک

کر آگ لگادوں گی۔!"

"ارے باپ رے....!" عمران بوکھلا کر کھڑا ہو گیا۔

"تم مجھے روک نہیں سکو گے۔!"

"جو عورت گھر میں آگ لگانا چاہتی ہو اُسے کوئی بھی نہیں روک سکتا۔ غالباً شیکس پیئر نے بھی یہی بات کہی تھی۔!"

"تم اسے مذاق نہ سمجھو....!"

"عورتوں کو مذاق کرنا آتا ہی نہیں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ سنجیدگی سے کہہ رہی ہیں۔!"

"پھر مجھے اس کی پرواہ نہ ہوگی کہ اس مکان کا مالک کون ہے۔!"

"اُس نے یہاں مٹی کے تیل کا کنستر چھوڑ کر حماقت کی ہے۔!"

"آخاہ.... تو تم اُس کے حمایتی لگ رہے ہو اس وقت....!"

"یہ بات نہیں ہے.... میں جنگل میں نہیں بھٹکنا چاہتا۔ جس نے بھی ہمیں یہاں رکھا ہے۔ بے مقصد نہیں رکھا۔ ذرا اس کے مقصد کو تو سامنے آنے دیجئے۔ پھر میں دیکھ لوں گا۔!"

"ابھی تک تم نے کیا کرلیا ہے جو اب کرلو گے۔!"

"کچھ سمجھ میں آئے تو کروں بھی۔ اُس حاملہ کتیا کی ہمدردی میں خواہ مخواہ مارا گیا۔!"

"تمہاری وہی حرکت کس کی سمجھ میں آئی تھی۔!"

"میرا خیال ہے کہ آپ کے ڈیڈی میری اُسی حرکت کی بناء پر کسی غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے تھے۔!"

"میں نہیں سمجھی۔ تم کیا کہنا چاہتے ہو۔!"

"ہو سکتا ہے کہ میری وہ حرکت انہیں اپنے کسی ایسے معاملے سے متعلق نظر آئی ہو۔ جسے وہ منظر عام پر لانا پسند نہ کرتے ہوں۔ یا دوسرے الفاظ میں اُس کے منظر عام پر آجانے سے کسی نقصان کا خدشہ پیدا ہو سکتا ہو اس لئے انہوں نے میری اصلیت معلوم کرنے کیلئے مجھے الجھایا ہو۔!"

"میں سمجھ گئی تمہارا مطلب۔!"

عمران اُسے ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھتا رہا۔ لیکن پھر وہ کچھ نہ بولی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے خود بھی کسی سوچ میں پڑ گئی ہو۔!

"کسی کتیا کا اس طرح مار ڈالا جانا شاہ دارا میں پہلا واقعہ نہیں تھا۔ میں نے اُس کے بعد ہی اس سلسلے میں خاصی چھان بین کی تھی۔!"

"تو گویا معاملے کی کوئی اہمیت بھی ہے۔!"

"خدا ہی جانے....!" عمران طویل سانس لے کر بولا۔ "نوزائیدہ بچے اٹھا لئے جاتے ہیں اور کتیا کو گولی مار دی جاتی ہے۔ لیکن روز روشن میں ایسا نہیں ہوتا۔ چوری چھپے یہ کام سرانجام دیا جاتا ہے۔ یعنی ابھی تک ایک فرد بھی ایسا نہیں مل سکا جو اس حرکت کے مرتکب کی نشان دہی کر سکے۔!"

"اس لئے تم اس نتیجے پر پہنچے ہو کہ اس میں ڈیڈی کا ہاتھ ہے۔!"

"میں ابھی کسی نتیجے پر نہیں پہنچا۔!"

"بڑی مضحکہ خیز بات ہے.... چلو میں مانے لیتی ہوں کہ ڈیڈی کا دماغ الٹ گیا ہے.... لیکن کیا یہ کوئی غیر قانونی حرکت ہوئی۔ آوارہ کتوں کو مار دینے پر پولیس کیس نہیں بن سکتا۔!"

"میں بھی جانتا ہوں....!" عمران سر ہلا کر بولا۔

"تو پھر اس بکواس کا مطلب....؟"

"بکواس کا اگر کوئی مطلب ہو تو وہ فلسفہ کہلائے گی۔ بکواس نہیں۔!"

"بس اب خاموش رہو...." وہ ہاتھ اٹھا کر بولی۔ لہجے میں ناگواری تھی۔ دفعتاً عمران چونک پڑا۔ کسی قسم کی آواز سُنی تھی۔

"کیا بات ہے....!" غزالہ اُسے غور سے دیکھتی ہوئی بولی۔

"شائد کسی گاڑی کی آواز تھی۔!"

"چلو دیکھیں....!" وہ جلدی سے اٹھ گئی۔

وہ دونوں کچن سے نکلے ہی تھے کہ کسی دروازے کے کھلنے اور بند ہونے کی آواز آئی لیکن وہ عمارت ہی کا کوئی دروازہ تھا۔ گاڑی کا نہیں۔

"پھر وہ صدر دروازے کی طرف بڑھ ہی رہے تھے کہ دو آدمی دکھائی دیئے۔ ایک کے ہاتھ میں اسٹین گن تھی اور دوسرا خالی ہاتھ تھا۔ انہیں دیکھ کر وہ رک گئے اور مسلح آدمی نے اسٹین گن سیدھی کرلی۔

"تمہیں ہمارے ساتھ چلنا ہے.....!" دوسرے آدمی نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔

"صرف مجھے.....!" عمران نے حیرت سے پوچھا۔

"ہاں صرف تمہیں..... یہ یہیں رہے گی۔!"

"یہ ناممکن ہے۔!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "میں انہیں تنہا نہیں چھوڑ سکتا۔!"

"زندگی عزیز ہو تو وہی کرو جو کہا جائے۔!"

"مجھے زندگی سے زیادہ ان کی قینچی کی طرح چلنے والی زبان عزیز ہے۔!"

غزالہ اُسے گھور کر رہ گئی۔ لیکن کچھ بولی نہیں۔

"چلو.....!" دفعتاً وہ ڈپٹ کر بولا۔

"نہیں.....!" عمران نے اُسی کے سے لہجے میں جواب دیا۔

"سینہ چھلنی ہو جائے گا۔!"

"میں جانتا ہوں کہ یہ اسٹین گن ہے! جھنجھنا نہیں ہے۔!"

"اس کے باوجود اکڑفوں دکھا رہے ہو۔!"

"میں پھر کہتا ہوں کہ مجھے کہیں چلنے سے انکار نہیں ہے! لیکن یہ بھی شریک سفر ہوں گی۔!"

"آخر تم لوگ ہو کون اور ہمیں کیوں پریشان کئے جا رہے ہو۔!" غزالہ بول پڑی۔

"میں نہیں جانتا کہ تم لوگ کیوں پریشان کئے جا رہے ہو۔ تمہیں چلنا ہے لڑکی یہیں رہے گی۔!"

"اور اگر میں انکار کر دوں تو۔!"

"یہ ایک غیر دانش مندانہ فعل ہو گا۔!" غیر مسلح آدمی نے کہا۔

"کچھ بھی ہو..... ہم دونوں جہاں بھی رہیں گے ساتھ رہیں گے۔ ورنہ دونوں ہی مرنے کو تیار ہیں۔!" غزالہ آہستہ آہستہ پُر وقار انداز میں بولی۔

ٹھیک اسی وقت عمران کی لات مسلح آدمی کے اُس ہاتھ پر پڑی تھی جس میں اسٹین گن تھی۔ اسٹین گن اچھل کر دور جا پڑی۔ دوسرے آدمی نے اُس کی طرف بڑھنا چاہا تھا۔ لیکن غزالہ نے اُس کا راستہ روک لیا۔

عمران نے اسٹین گن کے لئے چھلانگ لگائی۔ اور اسٹین گن سمیت دور تک فرش پر پھسلتا چلا گیا۔ وہ دونوں پہلے ہی دوڑ پڑے تھے۔ لیکن قریب پہنچنے سے قبل ہی عمران اٹھ گیا۔ اسٹین گن اب

اُس کے ہاتھوں میں تھی۔

"اور میں اس کے استعمال سے بھی واقف ہوں دوستو۔!" اُس نے سرد لہجے میں کہا۔

"دونوں جہاں تھے وہیں رُک گئے۔!"

"اور اب اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ....!" عقب سے غزالہ نے کہا۔ دونوں نے خاموشی سے تعمیل کی۔ غزالہ آگے بڑھ کر اُن کی جیبیں ٹٹولنے لگی۔

"یہ آپ کیا کر رہی ہیں۔!" عمران نے پوچھا۔

"گاڑی کی چابی تلاش کر رہی ہوں۔!" غزالہ نے جواب دیا۔ "انہیں یہیں بند کر کے نکل چلیں گے۔!"

دفعتاً وہ دونوں ہنس پڑے۔

"اب تم بتاؤ کہ اس میں مزاح کا پہلو کہاں سے نکلتا ہے۔!" عمران نے اُن سے پوچھا۔

"ہم تو صرف دھمکا کر لے جانا چاہتے تھے۔ لیکن باہر گولی مار دی جائے گی۔ کسی جانب سے دو فائر ہوں گے اور تمہارے ہی ساتھ گاڑی بھی ضائع ہو جائے گی۔!"

"اب کیا خیال ہے.....!" عمران نے احمقانہ انداز میں غزالہ سے سوال کیا۔!

"یہ ہمیں بہکا رہے ہیں۔!"

"یقین نہ کرنے کی صورت میں وہی ہو گا جو ہم کہہ رہے تھے۔!" ان میں سے ایک بولا۔

"خواہ مخواہ بات بڑھائی ہے تم دونوں نے میں کہہ رہا تھا کہ تنہا نہ جاؤں گا۔ اور یہ ایک جیتی جاگتی خاتون ہیں۔ بم نہیں ہیں کہ راستے میں پھٹ جائیں گی۔!" عمران نے کہا۔

"ہم سے صرف تمہارے لئے کہا گیا تھا۔!"

"کس نے کہا تھا۔!"

"غیر ضروری سوال ہے۔!"

"اچھا تو اب جاؤ اور اُس تک میری پیشکش پہنچا دو..... میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ اس جنگل سے باہر نہیں نکل سکوں گا۔ لہذا عمارت سے نکل جانے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔!"

وہ دونوں ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر رہ گئے۔

"مت..... تم انہیں جانے دو گے.....!" غزالہ نے حیرت سے کہا۔

"ہم دونوں کی عافیت اسی میں ہے۔ انہوں نے جس خطرے کا ذکر کیا ہے اُس کا احساس مجھے پہلے ہی سے تھا۔!"

"اور میں اسے تمہاری حکمت عملی سمجھ لوں۔" غزالہ طنزیہ لہجے میں بولی۔

"جو دل چاہے سمجھ لیجئے۔ لیکن میں کوئی غیر محتاط قدم نہیں اٹھا سکتا۔!"

"تو ہم جائیں۔!" ایک نے پوچھا۔

"ضرور.... ضرور....!"

"لاؤ گن واپس کر دو۔!"

"ہاتھ آیا ہوا اسلحہ واپس کر دینے والے کو ڈیم فول کہتے ہیں۔ تمہیں خالی ہاتھ واپس جانا پڑے گا۔!"

غزالہ جھنجھلاہٹ میں ان کی جامہ تلاشی لینا بھول گئی تھی۔ عمران نے اسٹین گن کو جنبش دے کر کہا۔ "صدر دروازے کی طرف حضرات۔!"

وہ اپنے ہاتھ اٹھائے ہوئے صدر دروازے کی طرف چل پڑے تھے۔ عمران اُن کے پیچھے تھا۔ اور غزالہ جہاں تھی وہیں رک گئی تھی۔

دروازے کے قریب پہنچ کر عمران نے کہا "دروازہ کھول کر باہر نکلو۔ لیکن باہر سے دروازہ بند کرنا مت بھولنا۔ ورنہ لڑکی مجھے پھر ورغلائے گی۔!"

"میں نہیں سمجھا۔؟"

"آنکھ کھلتے ہی اُس نے دروازہ توڑ دینے کی فرمائش جڑ دی تھی۔!" عمران نے کہا۔

"اور تم نے انکار کر دیا تھا۔!"

"ظاہر ہے.... اتنا بیوقوف تو نہیں ہوں.... اپنے باس کو سمجھا دینا کہ اُسے یہاں تنہا چھوڑنا مناسب نہ ہوگا۔ دروازوں پر مٹی کا تیل چھڑک کر آگ لگا دے گی۔ کہہ رہی تھی۔!"

"اوہ.... اچھا.... اچھا.... لیکن اگر گن لئے بغیر واپس گئے تو ہماری خیر نہیں۔!"

"تم سفارت پر تو آئے نہیں تھے۔ گن سمیت واپس گئے۔ تو زیادہ تھڑی تھڑی ہو گی کہ مسلح ہونے کے باوجود بھی مجھے نہ لے جا سکے.... اب تم بہانہ کر سکو گے کہ گن کے زور پر میں نے تمہیں واپس کر دیا۔!"

"یہ بات تو ٹھیک کہہ رہا ہے!" دوسرا جلدی سے بولا۔ اور پہلا بھی اُس سے متفق ہو گیا۔
پھر وہ باہر چلے گئے تھے۔! اور دروازہ بند ہو جانے کے بعد ہی عمران غزالہ کی طرف پلٹا تھا۔!
"تم سچ مچ پاگل ہو گئے ہو۔!" وہ اُسے دیکھ کر غرائی تھی۔!



سارجنٹ نیمو نے اُسے تاک لیا تھا۔ پستہ قد اور گٹھیلے جسم کا آدمی تھا۔ گھنی اور ڈھلکی ہوئی مونچھوں کے اوپر چھوٹی چھوٹی چمک دار آنکھیں کچھ اچھا تاثر نہیں رکھتی تھیں۔! اول درجے کا چالاک اور پھرتیلا آدمی معلوم ہوتا تھا۔

دو دنوں سے مسلسل وہی نیمو اور صفدر کا تعاقب کرتا رہا تھا۔ اس وقت ان کے ساتھ روزا میکسوئیل بھی تھی۔ نیمو کار ڈرائیو کر رہا تھا۔ اور وہ اُس کے ساتھ اگلی ہی سیٹ پر بیٹھی تھی۔ صفدر پچھلی سیٹ پر تھا۔ نیمو نے عقب نما آئینے کا زاویہ متعاقب کی گاڑی پر نظر رکھنے کے لئے بدلتے ہوئے کہا۔ "مس میکسوئیل اگر تمہیں یہاں کی عدالت سے سزا مل جائے تو تمہارا کیا حشر ہو گا۔!"

"تباہی اور بربادی کے علاوہ اور کیا ہو گا۔!"

"ہمیں افسوس ہے کہ تمہارے لئے کچھ بھی نہیں کر سکتے۔!"

"اگر کچھ نہیں کر سکتے تو پھر اُسی عورت کے ساتھ کیوں نہیں جانے دیا تھا۔! مجھے اپنے ساتھ کیوں لائے تھے۔!"

"بس ہو گئی حماقت.... اب اُسے کہاں تلاش کرتے پھریں۔!"

"میں نہیں سمجھ سکتی کہ جب تمہی لوگ صاحب معاملہ ہو تو مجھے واپس کیوں نہیں بھجوا سکتے۔!"

"میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ یہ ہمارے فرائض میں شامل نہیں۔!" صفدر بولا "طہران والے جانیں۔ ہم نے تو بس اندازہ لگا لیا ہے کہ یہاں کی پولیس کس زاویے سے ہم پر حملہ کر سکتی ہے۔!"

"خداوندا میرا کیا ہو گا۔!" روزا گلوگیر آواز میں بولی۔

"تم صبر سے کام کیوں نہیں لیتیں.... ہو سکتا ہے اسی دوران میں طہران سے تمہارے لئے کوئی ہدایت آجائے۔!" نیمو نے کہا۔

"اور اگر نہ آئی تو....!"

"اب اس کے لئے ہم کیا کہہ سکتے ہیں۔! ویسے تمہیں ہمارے ساتھ کیا تکلیف ہے۔!"

"کچھ بھی نہیں۔!"

"کبھی ہمارا رویہ تمہارے ساتھ نامناسب رہا ہے۔!"

"ہرگز نہیں.... تم دونوں بے حد شریف النفس ہو۔!"

"بس تو پھر صبر کرو.... اور دیکھو کہ پردہ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے۔!"

"تم دونوں کہاں رہتے ہو۔!"

"ہمارا کوئی خاص ٹھکانا نہیں ہے۔!"

"مجھے تنہا کیوں ڈال دیا ہے۔ رات کو بہت ڈر معلوم ہوتا ہے۔!"

"سوال یہ ہے کہ تم اسے پسند بھی کرو گی یا نہیں۔!"

"میں نہیں سمجھی۔!"

"یہی کہ اگر ہم بھی تمہارے ساتھ اُسی عمارت میں رہیں۔!"

"میں پسند کیوں نہیں کروں گی۔ تم لوگ عجیب قسم کی باتیں کرتے ہو۔!"

"بات دراصل یہ ہے کہ تمہاری وجہ سے ہم بھی پولیس کی نظروں میں آگئے ہیں۔!اس لئے آج کل ہمارا کوئی مستقل ٹھکانا نہیں ہے۔ اپنے آدمیوں میں واپس جاکر انہیں بھی دشواری میں نہیں ڈال سکتے۔!"

"تب تو اور بھی اچھا ہوگا کہ میرے ہی ساتھ رہو۔ لیکن یہ تو بتاؤ کہ پولیس مجھے یا تم لوگوں کو پکڑ کیوں نہیں لیتی۔!"

"وہ ہماری صحیح تعداد کا اندازہ لگانے کے بعد ہی ہم پر ہاتھ ڈالے گی۔ ابھی تو صرف ہم دو ہی اس کی نظروں میں آئے ہیں۔!"

"میں سمجھ گئی.... !تم لوگ بہت محتاط ہو۔!"

پچھلی گاڑی بدستور تعاقب کررہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد روزا نے کہا۔

"بہرحال!اب تم طہران والوں کو مطلع کرو گے کہ یہاں سچ مچ پولیس حرکت میں آگئی ہے۔!"

"ظاہر ہے.... !"

"تو پھر اُن سے یہ بھی معلوم کرسکو گے کہ اب میرا کیا بنے گا۔!"

"تمہارے سلسلے میں ہم کچھ بھی نہیں کرسکیں گے۔ کیونکہ تم ہمارے پروگرام میں شامل

نہیں ہو....! ویسے ہمیں تم سے ہمدردی ضرور ہو گئی ہے۔ انہوں نے تمہیں پانچ ہزار ڈالر اس لئے نہیں دیئے تھے کہ تمہیں اپنا دردِ سر بھی بنالیں.... اگر اس جنجال سے نکل سکتی ہو تو نکل جاؤ.... وہ تمہارے لئے کچھ نہیں کریں گے.... تم محض ایک مہرہ ہو.... اہمیت کھیل کی ہوتی ہے مہروں کی نہیں۔ اگر شطرنج کی بساط سے کوئی مہرہ گم ہو جائے تو اس کی جگہ مٹی کی ڈلی رکھ لیتے ہیں اور کھیل جاری رہتا ہے۔!"

"تو پھر کیا مجھے خودکشی کر لینی چاہئے۔!"

"لیکن پھر اُن پانچ ہزار ڈالروں کا کیا ہو گا جو طہران میں تمہارے بینک اکاؤنٹ میں جمع کرائے گئے ہیں۔!"

"میری سمجھ میں کچھ نہیں آرہا۔!"

"جب کچھ سمجھ میں نہ آئے تو دوسروں کے مشورے پر عمل کرنا چاہئے۔" نیمو بولا۔

"ارے تو اور میں کیا کہہ رہی ہوں۔!"

"تم صرف مایوسی کی باتیں کر رہی ہو۔!"

"پھر میں کیا کروں.... اپنی لاش پر بیٹھ کر گیت نہیں گا سکتی۔!"

"شاعری کی بھی ضرورت نہیں۔ ایک معمولی سا کام ہے۔ شائد بہتری کی کوئی صورت نکل آئے۔!"

"کچھ بتاؤ بھی تو....!"

"جس وقت سے ہم باہر نکلے ہیں ایک آدمی ہمارا تعاقب کئے جارہا ہے۔ اب ہمیں دیکھنا ہے کہ کوئی اس کی بھی تو دیکھ بھال نہیں کر رہا۔!"

"میں نہیں سمجھی۔!"

"ممکن ہے کہ کوئی اُس کی بھی نگرانی کر رہا ہو کہ اگر اُس پر کوئی اُفتاد پڑے تو وہ اُس کی مدد کر سکے۔!"

"چلو ٹھیک ہے.... میں سمجھ گئی۔!"

"اب ہم ایک ویرانے کی طرف گاڑی موڑتے ہیں۔! اگر پچھلی گاڑی بھی تعاقب میں آئی تو ہم گاڑی روک دیں گے۔ اور تم گاڑی سے اُتر کر بچاؤ بچاؤ چیختی ہوئی اس گاڑی کی طرف دوڑ پڑنا۔!"

"اس سے کیا ہوگا....؟"

"بس دیکھ لینا.... تمہیں صرف اتنا ہی کرنا ہے اور نتیجے کی ذمہ داری تم پر نہ ہوگی۔ فی الحال تمہارا تحفظ ہم نے اپنے ذمے لیا ہے۔!"

"اچھی بات ہے.... لیکن اندھیرے میں ٹھوکر کھا کر گر بھی سکتی ہوں۔!"

"اُس کی گاڑی کے ہیڈ لیمپس کی روشنی ہی میں رہنے کی کوشش کرنا۔ ہم ایسی ہی جگہ گاڑی موڑیں گے جہاں تیز رفتاری ممکن نہ ہوگی۔ اسے بھی رفتار کم کرنی پڑے گی۔!"

"پتا نہیں کیا کرنا چاہتے ہو....!" وہ آہستہ سے بڑبڑا کر رہ گئی۔

وہ شہری آبادی سے دور نکل آئے تھے۔ آسمان ابر آلود ہونے کی بناء پر یہاں تاریکی کچھ زیاد ہی لگ رہی تھی۔

نیمو نے اپنی گاڑی کچے میں موڑ دی.... صفدر نے مڑ کر دیکھا۔ پچھلی گاڑی سڑک ہی پر رُک گئی۔ غالباً تعاقب کرنے والا فوری طور پر کوئی فیصلہ نہیں کر سکا تھا۔

"وہ سڑک ہی پر رُک گیا ہے۔!" صفدر نے کہا "اب تم گاڑی روک ہی دو....!"

"مم.... میں کیا.... کک کروں۔؟" روزا ایک بیک نروس ہوگئی۔!

"اتر کر اُس کی طرف دوڑ لگاؤ۔!" نیمو نے گاڑی روکتے ہوئے کہا۔!

"کک.... کیسے....؟"

"اُوہ.... جلدی کرو.... ورنہ کھیل بگڑ جائے گا۔ وہ خود ہی بھاگ کھڑا ہوگا۔!" نیمو نے اس کا شانہ پکڑ کر دھکیلتے ہوئے کہا۔

وہ اتری تھی اور "بچاؤ بچاؤ" چیختی ہوئی دوسری گاڑی کی طرف دوڑ پڑی تھی۔!

"کون ہے.... کیا ہے....!" سڑک پر سے آواز آئی.... "خبر دار....! فائر کر دوں گ ریوالور ہے میرے پاس....!"

"بچاؤ.... بچاؤ....!" وہ برابر چیخے جا رہی تھی۔ ایک جگہ ٹھوکر کھا کر گری بھی تھی۔ پھر اٹھی اور گاڑی کی طرف دوڑتی رہی۔ گاڑی سے کوئی اتر کر آواز کی سمت بڑھا تھا۔! اُس نے اپنی گاڑی کا انجن بند نہیں کیا تھا۔ اور ہیڈ لیمپ بھی روشن ہی رکھے تھے۔ لیکن ادھر تو اندھیرا ہی تھا۔ اس کے باوجود بھی وہ روزا تک پہنچ گیا تھا۔ ویسے یہ اور بات ہے اُس کی کوئی "مدد" کرنے سے قبل

خود ہی بے بس ہو گیا ہو۔ کوئی وزنی چیز اس کے سر کے پچھلے حصے پر پوری قوت سے پڑی تھی اور وہ پہلے تو ششدر رہ گیا تھا اور پھر چپ چاپ ڈھیر ہو گیا تھا۔

"کیسی رہی....؟" روزا نے قریب ہی نیمو کی آواز سنی۔

"ٹھیک ہے....! تم روزا کو لے جاؤ اور میں اس کو اسی کی گاڑی میں لے جاؤں گا۔" یہ صفدر کی آواز تھی۔!

نیمو نے روزا کا ہاتھ پکڑا اور اُسے اپنی گاڑی کی طرف لے چلا۔!

"یہ سب کیا ہو رہا ہے۔!" وہ کپکپاتی ہوئی آواز میں بولی۔

"سب تمہاری وجہ سے ہو رہا ہے۔ اس لئے فی الحال خاموش رہو۔!"

روزا کے قدم لڑکھڑا رہے تھے کسی نہ کسی طرح وہ گاڑی تک پہنچی۔ نیمو نے اُسے بیٹھنے میں مدد دی تھی۔ وہ سیٹ پر بیٹھی ہانپتی رہی۔

"تم عجیب ہو.....!" نیمو کچھ دیر بعد بولا۔ "مغربی ممالک کی لڑکیاں تو بڑی اسمارٹ اور ایڈونچر کی شائق ہوتی ہیں۔!"

"میں پڑھنے لکھنے والی لڑکی ہوں۔ ان فضولیات میں کبھی نہیں پڑی۔!" وہ روہانسی ہو کر بولی۔

"خیر...خیر.... قصہ ختم ہو گیا۔! اب تمہیں کچھ نہیں کرنا" نیمو اُس کا شانہ تھپک کر بولا۔!

ادھر تعاقب کرنے والے کی گاڑی شہری آبادی کی طرف مڑ رہی تھی۔!

روزا نے مڑ کر دیکھا۔ اور بولی "وہ اُسے کہاں لے جائے گا۔؟"

"ان باتوں میں سر نہ کھپاؤ.... یہ بتاؤ تمہاری طبیعت کچھ سنبھلی یا نہیں۔!"

"ہاں.... اب بہتر ہوں۔!"

نیمو نے انجن اسٹارٹ کیا! گاڑی ریورس گیئر میں ڈالی اور پھر اُسے سڑک پر لے گیا۔

"یہ تجربات زندگی بھر یاد رہیں گے! کیا تم لوگوں نے اُسے مار ڈالا۔" روزا منمنائی تھی۔

"ہم قاتل نہیں ہیں۔!" نیمو نے ہنس کر کہا۔ "صرف بیہوش کیا ہے۔!"

"قاتل نہ سہی خطرناک تو ہو۔ ایک پولیس والے پر حملہ کر دیا۔!"

"یہ تو ہوتا ہی رہتا ہے.... کبھی ہم اُن کے قابو میں اور کبھی وہ ہمارے شکنجے میں۔!"

"اب تم لوگ بھی نہیں بچ سکو گے۔!"

"ہماری فکر نہ کرو۔!"

"پھر میرا کیا ہوگا۔!"

نیمو کچھ نہ بولا۔ اُس کی گاڑی بھی اب شہری آبادی کی طرف جارہی تھی۔

اسکیم کے مطابق اب اُس عمارت کی طرف نہیں جانا تھا۔ جہاں روزا مقیم تھی۔

"آخر وہ اُسے کہاں لے گیا ہوگا۔؟" روزا نے تھوڑی دیر بعد پوچھا۔!

"جہاں مناسب سمجھے گا لے جائے گا۔!"

"تمہارے یہاں کی چرس ساری دنیا میں مقبول ہے۔!"

"ہم بہت پیار سے تیار کرتے ہیں۔!"

"ادھر پولیس بھی بہت تیز ہے۔!"

"ہوا کرے۔ چرس باہر جا کر رہتی ہے۔!"

"ہمارے یہاں کے لوگ پولیس سے بھڑنے کی کوشش نہیں کرتے۔!"

"ہم لاجواب ہیں۔!"

"ارے۔۔۔ارے۔۔۔اب کہاں لے آئے ہو۔۔۔۔!" روزا چونک کر بولی۔ کیونکہ گاڑی رانا پیلس کی کمپاؤنڈ میں داخل ہو رہی تھی۔

"دوسری جگہ۔۔۔۔اس طرح پولیس نے ہمارا سراغ گم کر دیا۔!"

"تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ صرف وہی ہماری نگرانی کر رہا تھا۔!"

"قطعی! کیونکہ واپسی کے سفر میں مجھے کوئی اور نہیں دکھائی دیا۔ اب وہ عمارت تو ضرور اُن کی نظر میں رہے گی جس میں تم مقیم تھیں۔ اس کے علاوہ اور کوئی سراغ نہیں۔!"

"تو اب مجھے اپنے بارے میں پُر امید رہنا چاہئے۔!"

"باضابطہ طور پر تمہاری واپسی ناممکن ہے۔!"

نیمو نے اندر پہنچ کر گاڑی روک دی تھی اور اُس سے اترنے کو کہا تھا۔

"اُوہ۔۔۔ یہ تو کوئی بہت بڑی عمارت ہے۔ کیا یہاں تمہارا باس رہتا ہے۔!"

"باس کہیں نہیں رہتا اور ہر جگہ رہتا ہے۔!"

"میرا خیال ہے کہ اب میں یہاں قیدیوں کی طرح رہوں گی۔"

"تمہارا خیال درست ہے۔ اگر باہر نکلیں تو سیدھی جیل جاؤ گی۔ کیونکہ تمہارے ہی سلسلے میں فورس کا ایک آدمی غائب ہو گیا ہے۔!"

"میں سمجھتی ہوں....! تم مطمئن رہو.... میں باہر نکلنے کی کوشش نہیں کروں گی۔!"

صفدر برآمدے میں کھڑا ملا تھا۔

"اُوہ.... تو وہ بھی یہیں لایا گیا ہے۔!" روزا چونک کر بولی۔

"اُسے بھول جاؤ۔!" صفدر بولا "اور صرف اپنے بارے میں سوچو۔!"

وہ کچھ نہ بولی صفدر نے اسے ایک کمرے میں پہنچایا تھا۔ اور پھر برآمدے میں واپس آگیا تھا.... نیمو یہیں اُس کا منتظر تھا۔

"کیا ہوش میں آگیا....!" نیمو نے پوچھا۔

"نہیں.... تم نے شائد زور سے ہاتھ جھاڑ دیا تھا۔ سر پھٹ گیا ہے۔!"

"خیر.... یہ مرحلہ بھی طے ہوا.... وہ وہاں سے ہٹا دی گئی.... لیکن ہم بدستور اُسی عمارت میں رہیں گے یا ہمیں بھی اُس جگہ سے ہٹنا ہے۔!"

"اگر ہم وہاں سے ہٹ گئے تو مزید افراد کس طرح ہمارے علم میں آئیں گے۔!"

"مطلب یہ کہ ہمیں بھی اسی کے لئے تیار رہنا چاہئے۔!"

"کس لئے۔!"

"جس طرح ہم نے اُنکے ایک آدمی کو قابو کیا ہے۔ اسی طرح وہ بھی ہم پر ہاتھ ڈال سکتے ہیں۔!"

"کیوں نہیں....؟ ظاہر ہے کہ وہ بھی جاننا چاہیں گے کہ اُن کا آدمی کہاں غائب ہو گیا۔! لیکن اگر ہم میں سے کوئی غائب ہوا تو ہمارے آدمیوں کو علم ہو گا کہ اُسے کہاں لے جایا گیا ہے۔!"

"مطلب یہ کہ ہم خود بھی اپنے آدمیوں کے زیرِ نگرانی ہیں۔!"

"ظاہر ہے....!"

"لیکن یہ چکرا بھی تک سمجھ میں نہ آیا۔!"

"چکر سمجھانے والا یہاں موجود نہیں ہے! ورنہ چکر بھی سمجھ میں آجاتا۔!"

"کیا ابھی تک شاہ دارا ہی میں ہیں۔!"

"میں نہیں جانتا۔! تمہارے بیان کے مطابق اگر وہ تار شاہ دارا سے آیا تھا تو وہیں ہوں گے۔!"

"وہ میسیج ذہن سے چپک کر رہ گیا ہے۔ کتنا بچے دینے والی ہے۔! لیکن میری سمجھ میں نہیں آیا تھا کہ وہ ان کے لئے خوش خبری تھی یا کوئی بُری اطلاع تھی۔!"

"تھکاتے رہو ذہن کو....!"

"اب ہمیں کیا کرنا ہے؟"

"اپنے ٹھکانے پر واپس چلیں گے۔!"

ٹھیک اُسی وقت بلیک زیرو برآمدے میں آیا تھا۔ جسے وہ طاہر کے نام سے جانتے تھے اور اُن کی دانست میں وہ رانا پیلس کا منتظم تھا۔

"وہ ہوش میں آگیا ہے؟" اُس نے اطلاع دی۔

"تو پھر ہم اس سلسلے میں کیا کر سکتے ہیں۔ ہم سے صرف اتنا ہی کہا گیا تھا کہ اُسے قابو میں کر کے یہاں پہنچادیں۔!" صفدر بولا۔

"اب اُس کے بارے میں جو ہدایت ملے اُس سے مجھے مطلع کر دیجئے گا۔!" اس نے بڑے ادب سے کہا۔

"اچھی بات ہے....!" صفدر نے کہا اور واپسی کے لئے مڑ گیا۔! اُس بیچارے کو کیا علم تھا کہ ہدایت بھی اُسی سے ملیں گی اور اُسی کو پہنچائی بھی جائیں گی۔ کیونکہ عمران کی عدم موجودگی میں بلیک زیرو ہی ایکس ٹو کا رول ادا کرتا تھا۔!



دن ختم ہو گیا.... لیکن وہ دونوں واپس نہ آئے.... اور اب تو شام بھی آہستہ آہستہ تاریکیوں میں ڈوبی جا رہی تھی.... ساتھ ہی غزالہ بھی آپے سے باہر ہو رہی تھی۔

"تم سے زیادہ بیوقوف آدمی آج تک میری نظر سے نہیں گذرا۔" پھاڑ کھانے والے لہجے میں عمران سے کہا۔

"اب تو گذر گیا....!" عمران لاپرواہی سے بولا۔

"یہاں سے نکل جانے کا بہترین موقع ضائع کر دیا۔!"

"اب تو جو کچھ ہونا تھا ہو چکا۔!"

"رات یہیں گذرانی پڑے گی۔!"

"آرام سے۔!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "پچھلی رات بیہوشی میں گذری تھی۔ اب ذرا ایک عدد ہوش والی بھی گذار لیں۔ ارے ہاں.... رات کے کھانے میں کیا ہوگا۔"

"میں نہیں جانتی۔!"

"ظاہر ہے کہ انڈوں کے علاوہ اور کیا ہے یہاں... لیکن آخر یہ انڈے آتے کہاں سے ہیں۔؟"

"خاموش رہو....!"

"ہنسی خوشی گذاری جائے تو آسان ہو جاتی ہے۔!"

وہ چند لمحے اُسے قہر آلود نظروں سے گھورتی ہوئی پھر بولی۔ "اب تو تم بھی مجھے اسی سازش کی ایک کڑی معلوم ہونے لگے ہو۔!"

"کڑی نہیں کڑا.... مذکر ہوں۔!"

"شٹ اپ....!"

"جیسی آپ کی مرضی! میں تو دل بہلانے کی کوشش کر رہا تھا۔!"

"میں کچھ نہیں سننا چاہتی۔!"

"کیا یہ بھی نہیں کہ اُس اسٹین گن کا میگزین بالکل خالی تھا۔!"

"کیا مطلب....؟"

"مطلب یہ کہ اسٹین گن صرف دھمکانے کے لئے تھی۔ یعنی وہ نہیں چاہتے تھے کہ سہواً بھی کوئی گولی چل جائے۔!"

"اب شائد میں تمہاری ہی طرح پاگل ہو جاؤں گی۔!"

"اس سے بہتر کوئی بات نہ ہوگی۔ ویسے اس میں پاگل کر دینے والی کوئی بات نہیں....!"

"تم چونکہ پوری طرح پاگل ہو چکے ہو اس لئے تمہیں کسی بات کا احساس ہی نہیں ہو سکتا۔!"

"میں آپ کو سمجھا سکتا ہوں کہ یہ کوئی غیر معمولی بات نہیں! انہیں آپ کے بارے میں غلط فہمی ہو گئی ہے۔!"

"کن کو غلط فہمی ہو گئی ہے۔!"

"وہی جن کے مہرے ہیں آپ کے والد صاحب۔!"

"تم خواہ مخواہ الزام تراشیاں کئے جاؤ گے۔!"

"اگر مہرے نہیں ہیں تو اُن کی پوزیشن اور زیادہ خراب ہو جاتی ہے۔!"

"تم کہنا کیا چاہتے ہو۔؟"

"وہ سمجھے ہیں کہ شائد میں آپ ہی کے اشارے پر ادھر متوجہ ہوا ہوں۔!"

"اچھا تو پھر.....!"

"اب وہ جاننا چاہتے ہیں کہ آپ ان معاملات سے کس حد تک واقف ہیں اور مجھے کتنا بتایا ہے۔!"

"اگر یہ بات ہے تو ڈیڈی بھی خطرے میں ہوں گے۔!"

"ہو سکتا ہے۔!"

"اور تم یہاں بیٹھے باتیں بناتے رہو گے۔!"

"وہ ہمیں قتل کر دیتے اگر یہ نہ معلوم کرنا ہوتا کہ کوئی بات ہم سے آگے تو نہیں بڑھی۔!"

"اب خوف زدہ کرنے کی کوشش کر رہے ہو۔!"

"حقیقت عرض کر رہا ہوں میں نے تو بھاگنے کی کوشش کی تھی لیکن آپ نے نہیں بھاگنے دیا.... تہہ خانے میں نہیں جانا چاہتا تھا۔!"

"لیکن تم نے اس وقت اُسے اتنی زیادہ اہمیت نہیں دی تھی۔!"

"اہمیت نہ دیتا تو بھاگنے کی کوشش کیوں کرتا۔!"

"وہ کچھ نہ بولی۔ نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا لیا اور پیشانی پر سلوٹیں پڑ گئیں آنکھیں سوچ میں ڈوبی ہوئی تھیں۔!"

عمران ہاتھ اٹھا کر بولا "اب میرا مشورہ سنئے۔ ادھر دیکھئے! وہ ہم سے الگ الگ پوچھ گچھ کرنا چاہتے ہیں۔ اسی لئے صرف مجھے لے جانا چاہا تھا۔ بہر حال آپ انہیں ہر گز یہ نہ بتایئے گا کہ آپ مجھے بابا سگ پرست اور اپنے ڈیڈی کے تعلقات کے بارے میں کچھ بتا چکی ہیں.... بلکہ سرے سے اُس بابا کا ذکر ہی نہ آنے پائے۔!"

"میں نہیں سمجھی۔ تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ آخر بابا سگ پرست کا یہاں کیا ذکر...!"

"میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ آپ کے ڈیڈی اُسی کا مہرہ ہیں۔!"

"اپنے بیان کے مطابق تو تم نے پہلے کبھی اُن کا نام تک نہیں سنا....!"

"اب سن لیا ہے نام لیکن شکل آج تک نہیں دیکھی۔!"

"پھر خواہ مخواہ حکم کیوں لگا بیٹھے ہو.... اُن کا شمار شہر کے معززین میں ہوتا ہے۔!"

"بڑے بڑے جرائم کے مرتکب معززین ہی ہوتے ہیں۔ چھوٹے موٹے لوگ نہیں۔!"

"کم از کم میں تسلیم نہیں کر سکتی۔ بلاشبہ مجھے ایسے لوگ پسند نہیں لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ میں کوئی بڑا جرم اُن سے منسوب کر سکوں۔!"

"اگر آپ نے میرے مشورے پر عمل نہ کیا تو خود ہی آنجہانی ہوں گی اور میرے لئے خلد آشیانی ہو جانے کا موقع فراہم کر دیں گی۔!"

"یعنی اگر میں نے بابا سگ پرست کا حوالہ بھی دیا تو ہم مار ڈالے جائیں گے۔!"

"فی الحال عقل یہی کہہ رہی ہے۔!"

"مسٹر ڈھمپ یہ جیتی جاگتی دنیا کی باتیں ہیں۔ اور بابا سگ پرست کسی پُر اسرار ناول کا کردار نہیں ہے۔! جیتی جاگتی دنیا کے مجرم کم سے کم لوگوں کی نظروں میں آنا چاہتے ہیں اور ذاتی پبلسٹی سے دور بھاگتے ہیں۔ خود کو سگ پرست کہلوا کر اپنی شہرت کو چار چاند نہیں لگاتے۔!"

"کچھ لوگ بعض نفسیاتی کمزوریوں کے بھی شکار ہوتے ہیں۔ جرائم کرتے ہیں اور بار بار دوسروں کے سامنے آتے ہیں۔ محض اس لئے کہ زیادہ سے زیادہ خود اعتمادی پیدا کر سکیں۔ بابا ایسے ہی لوگوں میں سے معلوم ہوتا ہے۔!"

"ختم بھی کرو......!" وہ اکتا کر بولی "میں احتیاط رکھوں گی اس سلسلے میں۔!"

"اور رات کے کھانے کا کیا ہوگا....!"

"ڈبل روٹی ختم ہو گئی.... آٹا گوندھنا نہیں آتا.... روٹیاں کبھی نہیں پکائیں....!"

"تو وہ دال اور چاول ملا کر جو اُبالتے ہیں.... کیا کہتے ہیں اُسے لیکن دال مونگ کی نہ ہو۔!"

"کھچڑی کھچڑی....!" عمران سر ہلا کر بولا "لیکن مونگ کی دال....!"

"مجھے بھوک نہیں ہے۔!"

"بہتر ہے! میں پتھر چبا کر گذارہ کر لوں گا۔ لیکن اب کیروسین لیمپ تو روشن کر دیجئے اندھیرا پھیل گیا ہے۔!"

دفعتاً عجیب سا شور فضا میں گونجنے لگا.... پہلے تو دونوں ہی بوکھلا گئے تھے۔ لیکن پھر جلد ہی سمجھ گئے۔ بینڈ باجے کی آواز تھی۔ ایسا ہی لگتا تھا جیسے دروازے پر کوئی برات آ ٹھہری ہو۔

عمران نے ہونقوں کی طرح غزالہ کی طرف دیکھا اور پھر صدر دروازے کی جانب آنکھیں

پھاڑنے لگا۔ پھر ایسا معلوم ہوا جیسے دروازہ بھی پیٹا جارہا ہو۔ غزالہ جلدی سے کچن کی طرف دوڑ گئی اور لیمپ روشن کر لائی۔

دروازہ اب بھی پیٹا جارہا تھا۔ اُس نے عمران سے کہا "دروازہ ہرگز مت کھولنا۔!"

"لیکن بینڈ باجا لے کر کیوں آئے ہیں۔!"

"میں کیا جانوں۔!"

"میں تو اودھر کے رواج سے واقف نہیں ہوں۔ ہو سکتا ہے ایسے مواقع پر بینڈ باجا بھی لاتے ہوں۔!"

"کیسے مواقع پر....!" غزالہ آنکھیں نکال کر بولی۔

"مطلب یہ کہ....!"

وہ کچھ اور نہ کہہ سکا کیونکہ اس کا ذہن اچانک طاری ہو جانے والے سناٹے کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔ باجوں کی آوازیں تھم گئی تھیں اور دروازہ بھی نہیں پیٹا جارہا تھا۔!

یہ دونوں بدستور راہداری میں کھڑے تھے۔ اور غزالہ نے دونوں ہاتھوں سے کیروسین لیمپ پکڑ رکھا تھا۔!

یک بیک باہر سے آواز آئی۔ "دروازہ کھولئے یور ہائی نس، آپ نواب آف جھاپک ٹولا.... کے مہمان ہیں.... حضور نواب صاحب نے خاصہ بھجوایا ہے۔!"

عمران نے اُلوؤں کی طرح دیدے نچائے کیونکہ خود بھی کسی زمانے میں پرنس آف ڈھمپ رہ چکا تھا۔!

"دروازہ کھولئے جناب....!" آواز پھر آئی۔

"یہاں کوئی ہز ہائی نس نہیں رہتا۔!"

"دروازہ کھولئے یور ہائی نس.... حضور نواب صاحب نے فرمایا ہے کہ آپ کے دشمن پسپا کر دیئے گئے ہیں۔!"

"اُوہ.... بڑی اچھی خبر لائے ہو تم.... ہم خوش ہوئے۔!" عمران بولا.... اور غزالہ حیرت سے اُسے دیکھنے لگی.... عجیب سا لہجہ لگا تھا۔ بالکل شہزادوں ہی کے سے انداز میں بولا تھا۔

"خاصہ بھیجا ہے نواب صاحب نے....!" باہر سے آواز آئی۔

"ارے اس کی زحمت کیوں فرمائی.... ہم کھچڑی پکوانے جا رہے تھے۔!"

"خاموش رہو....!" غزالہ بھنا کر بولی۔

"یہ مذاق نہیں ہے محترمہ! ہم حقیقتاً پرنس آف ڈھمپ ہیں۔!"

"اس بار ضرور جان سے جاؤ گے....!" وہ دانت پیس کر بولی۔

"آپ یہ کیوں نہیں دیکھتیں کہ باجے گاجے کیساتھ آئے ہیں ضرور خاصہ لائے ہوں گے۔!"

"خاصہ کیا....؟"

"تناول فرمانے کی چیز ہے لیکن ایک بہت بڑے نقاد اور شاعر نوش بھی فرماتے ہیں! اور خاص طور پر ڈرامے میں۔!"

"کیا بکواس کر رہے ہو۔!"

"اُردو ادب کی تاریخ مرتب کر رہا ہوں۔!"

"یہاں اُردو ادب مرتب ہو رہا ہے۔!" وہ آنکھیں نکال کر بولی۔

"اُوہو.... یہ تو بھول ہی گیا تھا.... کہ.... پرنس آف ڈھمپ کے لئے خاصہ آیا ہے! بہر حال دروازہ کھولنا ہی پڑے گا۔!"

"تم نہیں مانو گے....!"

"ذرا عقل استعمال کیجئے۔!" عمران آہستہ سے بولا "کئی آدمی معلوم ہوتے ہیں.... دروازہ توڑ دیں گے۔!"

"اچھا تو میں کمرے میں بند ہوئی جاتی ہوں۔!"

"آپ کی مرضی لیکن.... لیمپ یہیں چھوڑ جائیے گا۔ ورنہ خاصے کا جائزہ کیسے لوں گا۔!"

وہ اُسے لیمپ تھما کر خود کمرے میں چلی گئی اور دروازہ بند کر کے بولٹ کر دیا عمران لیمپ کو ایک اسٹول پر رکھ کر صدر دروازے کی طرف بڑھا۔

"دروازہ کھولئے جناب....!" باہر سے پھر آواز آئی۔

عمران نے دروازہ کھول دیا۔ ایک آدمی باہر کھڑا ہوا نظر آیا۔ اور اُس کے دونوں ہاتھ خالی نہیں تھے۔

"آداب بجالاتا ہوں یور ہائی نس....!"

"ضرور بجاؤ.... بلکہ اندر آکر بجاؤ....!"

وہ روشنی میں آگیا.... اُس کے ایک ہاتھ میں ناشتہ دان تھا اور دوسرے میں کیسٹ پلیئر۔

"کوئی اور بھی ہے۔!"

"نہیں جناب....!"

"تو پھر میں دروازہ بند کردوں۔!"

"ضرور جناب.... اور بند ہی رکھئے گا۔! ان اطراف میں بھیڑیئے بکثرت ہیں۔!"

"اور وہ بینڈ باجے والے کہاں ہیں۔؟"

"اُوہ.... جناب.... وہ تو میں کیسٹ چلا رہا تھا۔ اَب اس طرح کام چلتا ہے تقریبات پر.... نام کے نواب رہ گئے ہیں۔ اختیارات گئے۔ زمینیں گئیں۔ وضع داری نبھانے کے لئے نواب صاحب نے فرمایا تھا کہ کیسٹ پلیئر لے جاؤ۔!"

"خوب.... خوب.... اور خاصے میں کیا ہے۔!"

"اس کا تو مجھے علم نہیں....!" اُس نے ناشتہ دان عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "نواب صاحب نے فرمایا تھا کہ اپنی موجودگی میں.... میرا مطلب ہے کہ اگر آپ میری موجودگی ہی میں تناول فرمالیں تو بہتر ہے۔!"

"ناشتہ دان واپس لے جاؤ گے۔!"

"یہی حکم ملا ہے۔!"

"تو کیا ہم نواب جھاپک ٹولا کا ناشتہ دان لے کر بھاگ جائیں گے.... یاد رہے کہ ابھی ہم با اختیار ہیں اور ہماری ساری زمینوں پر بفضلہٖ تعالیٰ کدو کی کاشت ہو رہی ہے۔!"

"ضرور ضرور.... یور ہائی نس....!"

"نواب صاحب نے فرمایا تھا کہ آپ کے ساتھ آپ کی سیکریٹری بھی ہوں گی۔!"

"نواب صاحب سے کہہ دینا کہ سیکریٹری خیریت سے ہے۔!"

"آپ خاصہ تناول فرمالیں....!"

"اچھی بات ہے.... تم یہاں اس کمرے میں بیٹھو....! اب ہم اتنے بد تہذیب تو ہیں نہیں کہ ناشتہ دان ہی میں کھانا شروع کردیں گے۔!"

"آپ کیوں تکلیف فرماتے ہیں میں کچن سے برتن لا رہا ہوں۔!"

"نہیں.... تم یہیں بیٹھو....!"

عمران نے اُسے کمرے میں دھکیلتے ہوئے کہا۔ ناشتہ دان پہلے ہی اُسکے ہاتھ سے لے چکا تھا۔

کمرے میں اندھیرا تھا۔ اجنبی لڑکھڑا کر گر پڑا۔ اتنے میں عمران نے دروازہ بند کر کے باہر سے بولٹ کر دیا۔

"یور ہائی نس.... یور ہائی نس....!" اندر سے آواز آئی۔

"ہمیں کسی کے سامنے کھانا کھاتے ہوئے شرم آتی ہے۔ اس لئے تمہیں تھوڑی دیر تک بند رہنا پڑے گا۔ ہم نواب صاحب سے معذرت کرلیں گے اس کے لئے۔!"

پھر وہ ناشتہ دان لئے ہوئے اُس کمرے کی طرف بڑھا تھا۔ جس میں غزالہ بند تھی۔ "اب باہر آجایئے....!" اُس نے دروازہ بجا کر کہا۔ لیکن کوئی جواب نہ ملا۔

دوسری بار ذرا زور سے دروازہ پیٹا تھا۔ لیکن دوسری طرف بدستور خاموشی چھائی رہی۔!

"دروازہ کھولئے....! وہ میرے قابو میں ہے۔ ایک ہی تھا۔!" عمران نے کسی قدر اونچی آواز میں کہا۔ لیکن اندر سے غزالہ کی آواز نہ آئی۔

اُس نے ناشتہ دان فرش پر رکھ دیا اور لیمپ اٹھا کر وہ دونوں کمرے بھی دیکھے جو خالی تھے۔ پھر اُس کمرے کی طرف پلٹا جس میں نووارد کو بند کیا تھا۔ بولٹ کھسکا کر دروازوں کو دھکا دیا.... دروازے تو کھل گئے لیکن نووارد کا کہیں پتا نہیں تھا۔

عمران نے دروازہ باہر سے بولٹ کیا تھا۔ اور کھڑکیاں بھی سلاخوں دار تھیں تو پھر کیا وہ ہوا میں تحلیل ہو کر باہر نکل گیا۔ اس کا ذہن تیزی سے کام کر رہا تھا۔

کہیں غزالہ بھی نہ اسی طرح غائب ہو گئی ہو....! وہ کمرے سے نکلا اور اُس کا دروازہ بند کر کے دوبارہ باہر سے بولٹ کر دیا۔

پھر غزالہ والے کمرے کے سامنے پہنچ کر رکا تھا۔ لیمپ فرش پر رکھ دیا.... احتیاطاً ایک بار پھر دستک دی۔ اور کوئی جواب نہ ملنے پر دروازہ ہی توڑ دینے کی تیاری کرنے لگا۔ لیکن پھر دوسرے کمروں کا خیال آیا کیوں نہ اُن کے دروازے بھی باہر سے بولٹ کر دیئے جائیں۔ اس خیال کے تحت پلٹنے ہی والا تھا کہ آنکھوں میں تارے ناچ گئے.... کسی نے گردن پر کراٹے کا بھرپور ہاتھ

اور پھر وہ سچ مچ متحیر رہ گیا کیونکہ اُس کمرے میں داخل ہونے والی غزالہ نہیں بلکہ جولیانافٹز واٹر تھی۔!

اُس کا منہ بھی حیرت سے کھلا تھا۔ اور پھر اُس نے سختی سے جبڑے بھینچ لئے تھے۔!

"کیا تم اسے پہچانتے ہو۔!" عمران سے سوال کیا گیا۔

"صورت تو کچھ جانی پہچانی سے لگتی ہے.... کہیں دیکھا ضرور ہے۔!"

"تم جھوٹے ہو.... یہ تمہارے ہی گروپ سے تعلق رکھتی ہے۔!"

"میرا گروپ....!" عمران نے حیرت سے کہا۔ "میرا کوئی گروپ نہیں ہے! ڈھول بجانا تک تو آتا نہیں مجھے.... تم گروپ کی بات کر رہے ہو۔!"

"ہم میں سے ایک تمہیں اس کے ساتھ بھی دیکھ چکا ہے۔!"

"اُس نے اُس وقت زیادہ پی رکھی ہو گی۔!"

"خاموش رہو....!"

"تم ہی مضحکہ خیز باتیں کر کے مجھے بولنے پر مجبور کر دیتے ہو۔!"

دفعتاً ایک نقاب پوش نے عمران کی طرف ہاتھ اٹھا کر جولیا سے پوچھا "یہ کون ہے....؟"

"میں نہیں جانتی....!" اُس نے کڑے تیوروں سے جواب دیا... اُس نقاب پوش کو گھورتی رہی اور پھر بولی "مجھے میرے گھر سے اٹھا کر نہ جانے کہاں لایا گیا ہے.... اور کیوں لایا گیا ہے۔!"

"کیا اب بھی یہ بتانا پڑے گا کہ یہ سب کچھ روزا میکسوئیل کی وجہ سے ہوا ہے....!" نقاب پوش نے کہا۔

"اُوہ.... وہ لڑکی....!"

"اُن لوگوں سے تمہارا کیا تعلق ہے جو اُس لڑکی کو اپنے ساتھ لے گئے ہیں۔!"

"میرا اُن سے کوئی تعلق نہیں ہے میں نے تو ترس کھا کر اُسے اپنے ساتھ رکھنے کی پیش کش کی تھی۔ کیونکہ اُس کے پاس طہران کا واپسی کا ٹکٹ نہیں تھا۔ اور نہ اتنی رقم ہی تھی کہ وہ ٹکٹ خرید سکتی.... دو دن گذار لینے کے بعد ہوٹل کے اخراجات بھی برداشت نہ کر سکتی۔!"

"ایک بات اور بھی ہے.... روزا میکسوئیل کی وجہ سے ہمارا ایک آدمی تمہاری نگرانی کر رہا تھا۔ وہ اچانک غائب ہو گیا۔!"

"میں نہیں جانتی کوئی میری نگرانی بھی کر رہا تھا.... آخر مجھ سے کون سی غلطی سرزد ہوئی تھی۔ میں نہیں جانتی تھی کہ وہ لڑکی میرے لئے ایسی پریشانیوں کا سبب بن جائے گی۔!"

"تمہیں بتانا پڑے گا...... کہ وہ آدمی کہاں ہے جو تمہاری نگرانی کر رہا تھا۔!"

"میں نہیں جانتی۔ پتہ نہیں تم لوگ کون ہو اور تمہیں اس کی جرأت کیونکر ہوئی آخر میں اپنے گھر سے کس طرح ہٹائی گئی کہ مجھے علم ہی نہ ہو سکا....!"

"تم بیہوش کر دی گئی تھیں۔!"

"تو گویا تم لوگ ڈاکو ہو۔!"

"غیر ضروری باتیں نہیں.... یہاں تمہاری موت بھی واقع ہو سکتی ہے۔!"

"خواہ مخواہ....!"

"بس....!" نقاب پوش ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "تمہیں صرف بارہ گھنٹے اور دیئے جا سکتے ہیں۔ اپنے ساتھیوں کے نام اور پتے بتا دو۔!"

پھر اُس نے مسلح آدمیوں کو اُسے لے جانے کا اشارہ کیا تھا۔ اس دوران میں عمران ہونقوں کی طرح کبھی جولیا کی طرف دیکھنے لگتا تھا اور کبھی بولنے والے نقاب پوش کی طرف۔

ایک مسلح آدمی جولیا کو وہاں سے لے گیا.... نقاب پوش پھر عمران کی طرف دیکھ کر بولا۔

"شائد اب تمہاری موت ہی آ گئی ہے۔!"

"اگر ایسا ہے تو بندہ لاچار ہے.... مر جائے گا....! لیکن تمہیں ایسی بددعا دے جائے گا کہ کبھی پنپ نہ سکو گے....!"

"تم محکمہ خارجہ کے لئے کام کرتے ہو۔!"

"بہت زیادہ باخبر معلوم ہوتے ہو تم لوگ.... ہاں یہ درست ہے۔!"

"عہدہ کیا ہے۔!"

"نوکری نہیں کرتا....!" عمران منہ بنا کر بولا "فری لانسر ہوں.... مختلف کاموں کے مختلف معاوضے وصول کر لیتا ہوں۔!"

"سر سلطان نے جو سیکرٹ سروس ترتیب دی ہے اُس کا سربراہ کون ہے۔!"

"اب پھر تم نے ایسا ہی سوال کیا ہے جس کا جواب مجھے نہیں آتا.... ذرا آسان سوال پوچھو

رسید کر دیا تھا.... دانت بج کر رہ گئے.... اور وہ منہ کے بل فرش پر چلا آیا۔ ایسا ہی جچا تلا ہاتھ تھا کہ پھر نہ اٹھ سکا۔

پھر آنکھ کھلی تھی تیز قسم کی روشنی میں اور وہ الوؤں کی طرح دیدے پھرانے لگا تھا۔!

"تم ہوش مین آچکے ہو اس لئے سیدھے کھڑے ہو جاؤ....!" ایک گونجیلی آواز سنائی دی۔

وہ فرش پر چت پڑا ہوا تھا۔ اور چھت بھی کچھ جانی پہچانی سی لگ رہی تھی غالباً یہ آواز بھی پہلے کہیں سن چکا تھا۔!

بڑی پھرتی سے اٹھ بیٹھا اور پھر فوراً ہی پوری بات سمجھ میں آئی.... وہی پانچوں نقاب پوش کرسیوں پر بتوں کی طرح بیٹھے نظر آئے۔ جن سے ایک بار پہلے بھی ملاقات ہو چکی تھی۔! اُس نے چندھیائی ہوئی آنکھوں سے اُن کی طرف دیکھا اور سہم جانے کی ایکٹنگ کرنے لگا۔!

"حس.... سس.... ساما لیکم۔!" وہ ہکلایا اور پھر روانی سے بولنے لگا۔! سیٹھ صاحب مر جائیں گے لیکن وہ چیز آپ لوگوں کے حوالے نہیں کریں گے۔ آپ نے اُن کا بازو توڑ کر بھی دیکھ لیا۔ اگر لڑکی کا اغواء ہو گیا ہے تو انہیں اس کی بھی پرواہ نہ ہو گی۔ میں تو خیر کسی شمار قطار میں نہیں ہوں۔!"

"علی عمران.... بکواس بند کرو....!" ایک نقاب پوش غرایا جس کے ہاتھ میں چمڑے کا لمبا سا چابک بھی تھا۔

"اُوہ.... تو یہ بات ہے....!" عمران طویل سانس لے کر رہ گیا۔

"ہم احمق تو نہیں ہیں۔!"

"شکلیں دیکھے بغیر اس کا فیصلہ نہیں کر سکتا۔!"

"میں کہتا ہوں بکواس بند کرو....!"

"میں نے تمہارے ایک بیان کو مشروط کیا تھا اور تو کچھ نہیں بولا۔!"

"تم یہاں کیوں آئے ہو۔!"

"بڑی غلطی ہوئی کہ آپ لوگوں سے اس کی اجازت طلب نہیں کی تھی۔!"

"ہم واقعی سختی کریں گے۔ اگر تم نے سنجیدگی سے ہمارے سوالات کے جواب نہ دیئے۔!"

"پوچھو کیا پوچھنا ہے۔!"

"تم یہاں کیوں آئے ہو.....؟"

"سیٹھ کی لڑکی کو رحیم آباد میں دیکھا تھا۔ بس پاگل ہو گیا۔ تعاقب کرتا ہوا شاہ دارا تک آیا اور کتیا کے بہانے بنگلے کے قریب والی پلیا پر ڈیرہ ڈال دیا۔!"

"ناقابلِ یقین..... تم لڑکیوں کے پیچھے نہیں بھاگتے.....!"

"زندگی میں کبھی نہ کبھی یہ حادثہ بھی ضرور ہو جاتا ہے۔!"

"اُس سے کہیں زیادہ خوبصورت لڑکیوں نے تمہیں چاہا ہے لیکن تم نے انہیں لفٹ نہیں دی۔!"

"اُن مواقع پر میرا معدہ ٹھیک نہ رہا ہو گا۔!"

"بات نہ بڑھاؤ۔!" ایک اور نقاب پوش بولا۔ لیکن تخاطب چابک والے نقاب پوش سے تھا۔ اُس نے پھر کہا۔ "اُس عورت کو یہاں بلواؤ۔!"

چابک والے نے دروازے کی طرف دیکھا جہاں دو مسلح آدمی اپنی اسٹین گنیں سنبھالے کھڑے تھے۔!

"اُس عورت کو لاؤ.....!" نقاب پوش نے کہا۔ اور اُن میں سے ایک باہر چلا گیا۔

"لیکن!" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا "میں نے اُسے ابھی تک اطلاع نہیں دی کہ مجھے اس سے وہ ہو گئی ہے۔!"

"تمہیں کبھی کسی سے وہ نہیں ہوئی.... خاموش کھڑے رہو۔!"

"ہمیشہ خاموش ہی ہوئی ہے! بولتی ہوئی کبھی نہیں ہوئی۔ خاموش محبت میں جو لذت ہے وہ اظہار میں نہیں ملتی۔!"

"تم ہمیں بیوقوف نہیں بنا سکتے۔! پرنس آف ڈھمپ! ہم میں سے ایک تمہیں انگلینڈ کے ونڈ لیئر کیسل میں دیکھ چکا ہے۔ ڈچز آف ونڈ لیئر تو تمہیں یاد ہو گی۔!"

"اچھی طرح یاد ہے..... دراصل بے خودی میں کبھی کبھی میں اپنے قد سے بھی اونچا چلا جاتا ہوں..... لیکن پہلی ہی محبت میں ساری چوکڑیاں بھول گیا ہوں..... ویسے تم لوگوں نے ظلم کیا کہ اس طرح ملا کر جدا کر دیا۔ اس حرکت کو اُردو ادب میں کیا کہتے ہیں، مجھے معلوم نہیں۔!"

اتنے میں زنانہ جوتوں کی کھٹ کھٹ سنائی دی تھی اور عمران سوچنے لگا کہ غزالہ تو چپلیں پہنے ہوئی تھی یہ ٹاپ ہیل والے کہاں سے نصیب ہو گئے۔

کہ میں جلدی سے اُس پری چہرہ کو دوبارہ دیکھ سکوں جس کی وجہ سے اس حال کو پہنچا ہوں۔!"

"تم نے پھر غیر متعلق باتیں شروع کر دیں۔!"

"بھائی صاحب....! سر سلطان نے مجھے کبھی نہیں بتایا کہ انہوں نے کوئی سیکرٹ سروس ترتیب دے رکھی ہے۔ پھر مجھے کیسے معلوم ہو سکتا ہے کہ اُس کا سربراہ کون ہے۔؟ مجھے تو براہِ راست سر سلطان سے کیس ملتے ہیں.... کیس کیا.... کیس کا ایک آدھ حصہ....!"

"وضاحت کرو....!"

"مطلب یہ کہ کبھی کبھار اُن کے لئے معلومات فراہم کر دیتا ہوں۔ چونکہ شہر بھر کے بدمعاش مجھ پر ترس کھاتے ہیں۔ اس لئے اُن کے توسط سے میرا پیٹ بھی پلتا رہتا ہے۔!"

"تو یہاں تمہیں سر سلطان نے بھیجا تھا۔!"

"قسم کھا سکتا ہوں کہ انہوں نے کبھی مجھے عاشق ہو جانے کا مشورہ نہیں دیا۔ اس معاملے میں بالکل ٹھس آدمی ہیں....!"

"تم غلط کہہ رہے ہو کہ تمہیں یہاں سر سلطان نے نہیں بھیجا۔!"

"اگر تم یقین کرنے پر تیار نہیں تو میں تمہیں کسی طرح بھی یقین نہ دلا سکوں گا۔ عجیب اتفاق ہے کہ میں باقاعدہ طور پر جیلانی سیٹھ کے ہتھے چڑھ گیا۔ آخر اُس تہہ خانے میں ہوتا کیا ہے جس کا علم ان کی صاحب زادی کو بھی نہیں۔!"

"تم دراصل یہی معلوم کرنا چاہتے تھے۔!"

"میں نہیں معلوم کرنا چاہتا۔ بلکہ ان کی صاحب زادی اُس چیز کے بارے میں معلوم کرنا چاہتی تھیں۔ جس کی وجہ سے سیٹھ جیلانی پر ایسے مظالم ہو رہے تھے۔ ایک بازو ہی توڑ کر رکھ دیا۔"

"کیوں بکواس کر رہے ہو.... تم نے اُسے خواب آور دوا دے کر معلوم کر لیا تھا۔ کہ بازو صحیح و سلامت ہے۔!"

"کیا کرتا.... اُن کی شکل ہی سے نہیں معلوم ہوتا تھا کہ بازو ٹوٹ گیا ہے۔! ظاہر ہے اصلیت معلوم ہو جانے کے بعد مجھے تشویش ہوئی ہوگی کہ آخر اس فراڈ کا کیا مقصد ہو سکتا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ سیٹھ صاحب صرف میری اصلیت معلوم کرنا چاہتے تھے۔ حالانکہ یہ بھی حماقت تھی جبکہ تم لوگ مجھے اچھی طرح جانتے تھے۔!"

"ہم تو یہاں تمہاری موجودگی کی وجہ جاننا چاہتے ہیں۔!"

"کہو تو اب دو چار عشقیہ اشعار بھی سنادوں۔!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"علی عمران.... شاہ دارا میں تمہاری دھجیاں اڑ جائیں گی۔ یہ تمہارا شہر نہیں ہے.... ہم تمہارے باپ یا سر سلطان کی پہنچ سے باہر ہیں۔!"

"اسی لئے اس قدر پریشان نظر آتے ہو۔!"

"ہم قطعی پریشان نہیں ہیں۔!"

"پھر یہاں میری موجودگی کی وجہ جاننے کے لئے اتنے پاپڑ کیوں بیل رہے ہو۔!"

"اپنی معلومات میں اضافہ کرنے کے لئے۔!"

"خاصا اضافہ کر دیا ہے میں نے تمہاری معلومات میں۔!"

"ہمیں وہ معلوم ہونا چاہئے جو ہم جاننا چاہتے ہیں۔!"

"تم تو خواہ مخواہ اجنبی لوگوں کو سامنے لا کر اُن سے میری جان پہچان ثابت کرنے کی بھی کوشش کرتے ہو....!"

"تو تم اُس عورت جولیانا فٹز واٹر کو نہیں جانتے۔!"

"نہیں میں نہیں جانتا... پتا نہیں تم لوگ کس قسم کے بخار میں مبتلا ہو گئے ہو۔ میں فی الحال صرف مریض عشق ہوں۔!"

"صرف بارہ گھنٹے.... تمہیں بھی صرف بارہ گھنٹے دیئے جاتے ہیں۔!"

"کس بات کے...!"

"محکمہ خارجہ کی خصوصی سیکرٹ سروس کے سربراہ کے بارے میں....!"

"بس....!" عمران اُس کی بات کاٹ کر بولا۔ "نہ بارہ گھنٹے نہ بارہ دن.... جس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا کیا بتا سکوں گا۔ میرا خیال ہے اس کے لئے تمہیں سر سلطان ہی کو پکڑ بلوانا پڑے گا.... ویسے تم لوگوں کی کوئی بات میرے پلے نہیں پڑ رہی۔ کبھی یہاں میری موجودگی کا اصل مقصد معلوم کرنا چاہتے ہو اور کبھی سیکرٹ سروس کے سربراہ کی بات کرنے لگتے ہو۔!"

"ہمارا خیال ہے کہ اُس کے سربراہ تم ہی ہو....!"

"اس پر عمران نے ایک زوردار قہقہہ لگایا اور دیر تک ہنستا رہا پھر بولا "مسخرہ پن کی حد ہوئی۔

میں اور کسی ادارے کا سربراہ.... کیا بات کہی ہے تم نے.... سربراہ دھکے کھانے کے لئے نہیں ہوتے.... وہ صرف نقشے مرتب کیا کرتے ہیں۔ فیلڈ ورکرز کے لئے۔!"

"تو تمہیں اُسی سے ہدایات ملتی ہیں۔!"

"ہرگز نہیں....! سر سلطان سے براہِ راست میرا رابطہ رہتا ہے۔!"

"اور تم آج کل اُن کے لئے اُس لڑکی کے بارے میں معلومات فراہم کر رہے ہو جو طہران سے آئی ہے۔!"

"ایسا کوئی کام میرے سپرد نہیں کیا گیا۔!" کچھ دیر کے لئے سناٹا چھا گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے ان کی سمجھ میں نہ آ رہا ہو کہ اب اُن سے کیا پوچھیں۔ دفعتاً عمران بولا۔!

"اب تم بھی میرے ایک سوال کا جواب دے کر میری الجھن رفع کر دو۔!"

"پوچھو....!" نقاب پوش چونک کر بولا۔

"غزالہ اور تمہارا وہ آدمی کمروں سے کیسے غائب ہو گئے تھے۔!"

"اُس عمارت میں بھی تہہ خانہ موجود ہے اور چاروں کمروں میں اُسکے راستے موجود ہیں۔!"

"ایک بڑی الجھن رفع کر دی تم نے.... میں سمجھا تھا شائد کچھ جادو وادو کی کہانی سناؤ گے۔! بس اب جلدی سے مجھے اُس سے ملا دو....!"

"تم اب اُس سے نہیں مل سکتے۔!"

"بڑا دھوکا کھایا....!" عمران بُرا سا منہ بنا کر بولا۔

"کیا مطلب....؟"

"خواہ مخواہ تمہارے سوالات کے جواب دیتا رہا۔ میں تو سمجھا تھا کہ اس کے بعد تم مجھے اُس کے پاس پہنچا دو گے۔!"

"تم نے ابھی تک ہمیں صرف وہی بتایا ہے جو ہم پہلے ہی سے جانتے ہیں۔!"

"یا پھر وہ پوچھا ہے جس کا علم مجھے نہیں ہے۔!"

"صرف بارہ گھنٹے علی عمران! اُس کے بعد قتل کر دیئے جاؤ گے۔!"

"تمہاری وجہ سے قتل ہو جانے کا بھی تجربہ ہو جائے گا۔ بہت شکریہ۔! لیکن یہ تم ہاتھ میں چابک کیوں لئے بیٹھے رہتے ہو۔ دوسرے تو خالی ہاتھ ہیں۔!"

"شکر کرو کہ تمہیں اس چابک کا تجربہ نہیں ہوا!"

"چلو یہ بھی ہو جائے مجھے کوئی اعتراض نہیں۔!"

"یہ بات ہے....؟"

"ہاں....ہاں.... آجاؤ میدان میں۔!" عمران نے ہاتھ ہلا کر اُسے للکارا تھا۔

نقاب پوش آہستہ آہستہ کرسی سے اٹھا تھا۔ اور بڑی متانت سے چلتا ہوا کمرے کے وسط میں آ گیا۔ پھر اچانک چابک کی "شائیں" کمرے میں گونجی.... اور عمران چھلانگ لگا کر ایک طرف ہٹ گیا۔ وار خالی گیا تھا۔

نقاب پوش نے پھر بڑی پھرتی سے چابک گھمایا۔ لیکن عمران نے اس بار بچنے کی کوشش نہیں کی تھی بلکہ سیدھا نقاب پوش کی طرف دوڑ گیا تھا۔ اس طرح چابک اُس کے جسم سے لپٹتا چلا گیا۔ نقاب پوش کو سنبھلنے کا بھی موقع نہ مل سکا۔ اور عمران پوری قوت سے اس سے جا ٹکرایا۔ دونوں فرش پر گرے تھے۔ پھر قبل اس کے نقاب پوش اپنی کوشش سے اٹھ سکتا! عمران اُسے بھی سمیٹتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ اور اس طرح وہ اُسے ڈھال بنا کر اسٹین گن والے کی طرف مڑتا ہوا بولا۔!"اب یوں فائر کرو کہ گولی اس کے جسم کو چھیدتی ہوئی میرے جسم میں پیوست ہو جائے۔!" اسٹین گن والے کے ہاتھ کانپ کر رہ گئے۔

نقاب پوش اُس کی گرفت سے نکل جانے کے لئے پورا زور صرف کر رہا تھا۔ لیکن کامیابی نہیں ہو رہی تھی۔

"اگر کوئی بھی قریب آیا تو اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ جائے گی۔ اگر تم لوگ واقعی مجھ سے واقف ہو تو یہ بھی جانتے ہو گے کہ میں جھوٹ نہیں بول رہا۔" عمران نے کہا۔

جو جہاں تھا وہیں کھڑا رہا.... پھر عمران اسٹین گن والے سے بولا "پہلے تم اسٹین گن فرش پر ڈال دو.... پھر دروازہ بولٹ کر دو.... چلو جلدی کرو.... ورنہ یہ مرا میرے ہاتھوں۔!"

دوسرا مسلح آدمی ابھی تک واپس نہیں آیا تھا۔ عقب سے ایک نقاب پوش بولا۔

"جو کہہ رہا ہے.... وہی کرو.... اس کے باوجود بھی یہ یہاں سے نکل نہیں سکے گا.... اسٹین گن فرش پر ڈال دو....!"

مسلح آدمی نے خاموشی سے تعمیل کی تھی....! جب وہ دروازہ بند کر چکا تو عمران نے اُس

سے کہا "اب اسٹین گن کو ٹھوکر مار کر میری طرف روانہ کردو۔!"

"یہ نہیں ہو سکتا۔۔۔۔!" عقب سے ایک نقاب پوش بولا۔

"خاموش بیٹھے رہو۔۔۔۔!" عمران غرایا۔ "ابھی تک مجھے غصہ نہیں آیا تھا۔ اب آگیا ہے۔ چلو کھسکاؤ ادھر اسٹین گن ورنہ یہ مرا۔۔۔۔!"

اس کی گرفت میں آیا ہوا نقاب پوش گلو خلاصی کے لئے خاموشی سے جدوجہد کئے جارہا تھا۔

"تو کیا مار ہی ڈالوں۔!" عمران دھاڑا۔

اسٹین گن فرش پر پھسلتی ہوئی اُس کے پیروں کے قریب آرکی۔ عمران نے گرفت میں آئے ہوئے نقاب پوش کو دھکا دیا اور وہ کسی قدر فاصلے پر جاپڑا۔ پھر عمران نے بڑی پھرتی سے اسٹین گن اٹھائی تھی۔

"اب کیا خیال ہے دوستو۔!" اُس نے انہیں للکارا۔

نقاب پوش ہتھیلیاں ٹیک کر فرش سے اٹھنے کی کوشش کررہا تھا۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اب اس کے جسم میں اس کی بھی سکت نہ رہی ہو۔!

"اب تم سب یہاں ایک قطار میں کھڑے ہو جاؤ۔!" عمران نے اسٹین گن کو جنبش دے کر کہا۔ اتنی دیر میں گرا ہوا نقاب پوش پھر اٹھ کھڑا ہونے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

"لائن میں۔۔۔۔ دوسری طرف مڑ کر کھڑے ہو جاؤ۔!"

"تم یہاں سے نکل نہیں سکو گے۔۔۔۔!" چوٹ کھانے والا نقاب پوش کراہ کر بولا۔

"یہ میرا مسئلہ ہے تمہارا نہیں۔!" عمران نے کہا اور اسٹین گن والے سے بولا "تم بھی ادھر ہی آؤ۔۔۔۔ چلو۔۔۔۔ ہاں ٹھیک ہے۔۔۔۔ یہیں کھڑے ہو جاؤ۔۔۔۔!"

اس نے انہیں ایسی جگہ کھڑا کیا تھا کہ دروازہ کھلنے پر دوسری طرف والوں کو نظر نہ آسکیں۔۔۔۔ اور وہ خود ان کے عقب میں تھا۔!

دفعتاً کسی نے دروازے پر دستک دی۔۔۔۔ عمران انہیں کور کئے ہوئے تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا تھا۔ پھر اُس نے دروازہ اس طرح کھولا تھا کہ خود اوٹ میں ہو گیا۔۔۔۔ جولیا کو ساتھ لے جانے والا مسلح آدمی کمرے میں داخل ہوا تھا۔ اُس کی نظر نقاب پوشوں اور اپنے ساتھی پر پڑی۔ اور وہ متحیرانہ انداز میں پوری طرح اُن کی طرف متوجہ ہوا ہی تھا کہ عمران والی گن اس کی

کنپٹی سے جا لگی۔

"اپنی گن فرش پر ڈال دو.....!" عمران آہستہ سے بولا۔

اُس نے کنکھیوں سے عمران کی طرف دیکھنے کی کوشش کی تھی اور گن ہاتھ سے چھوڑ دی تھی۔!

"تم بھی اُسی طرح کھڑے ہو جاؤ۔!" عمران نے کہا۔

اور وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا ان کے قریب جا کھڑا ہوا.... عمران نے دروازہ بند کر کے بولٹ کیا اور کسی قدر فاصلے سے اُن کے سامنے آ کھڑا ہوا۔

"خواتین و حضرات۔!" اُس نے انہیں مخاطب کیا۔ "میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اب میں آپ کا اچار ڈالوں یا تل کر کھاؤں....! ویسے میرے طرزِ مخاطب پر بُرا نہ مانئے گا۔ خواتین اس لئے کہا ہے کہ میں نے آپ پانچوں میں سے تین کی آواز تک نہیں سنی اسی لئے شبہ ہوتا ہے کہ آپ میں کوئی خاتون بھی ہو سکتی ہیں۔!"

وہ کچھ نہ بولے.... عمران نے کہا "آپ نے میرے پہلے عشق میں کھنڈت ڈالی ہے اس لئے میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اردو شاعری کے اعتبار سے آپ کے ساتھ کیا برتاؤ کیا جائے۔ رقیبوں کے متحدہ محاذ کی مثال اردو شاعری کی تاریخ میں تو نہیں ملتی۔ پتا نہیں یہ طریق کار آپ نے کہاں سے اخذ فرمایا ہے۔!"

"میں پھر کہتا ہوں کہ تم یہاں سے نکل نہیں سکو گے....!" وہی نقاب پوش بولا جس نے شیخی میں آکر عمران پر چابک برسانے کی کوشش کی تھی۔

"میرے نکل جانے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ جہاں وہ غزال حسن وہاں میں۔!"

"وہ یہاں نہیں ہے۔!"

"پھر کہاں ہے!" مجھے اُس کا پتہ بتاؤ.... وعدہ کرتا ہوں کہ تم میں سے کسی کو قتل نہیں کروں گا....!"

"اپنی خیر مناؤ....!" نقاب پوش مضحکانہ انداز میں ہنس کر بولا۔

"میں کہتا ہوں خواہ مخواہ بات نہ بڑھاؤ.... لڑکی میری ذمہ داری تھی....! اُسے میرے حوالے کر دو۔ میں اُسے گھر تک پہنچا دوں۔ پھر تم لوگ تو ہو ہی زبردست.... دوبارہ اٹھا لانا۔!"

"اور تمہیں کس خوشی میں چھوڑ دیا جائے۔!"

"اس خوشی میں کہ تم لوگ میرے لئے قطعی اجنبی ہو۔ بس اتفاقاً مڈ بھیڑ ہو گئی جن معاملات کا میری ذات سے تعلق نہ ہو اُن میں دخل اندازی نہیں کرتا۔!"

"ہم تو یہی سمجھتے ہیں کہ تم نے دخل انداز ہونے کی کوشش کی ہے۔!"

"محض غلط فہمی.... میں صرف لڑکی میں دل چسپی لے رہا تھا۔ تم لوگ تو خواہ مخواہ نازل ہو گئے۔!"

دفعتاً اُن دونوں نے کھانسنا شروع کر دیا جو نقاب پوش نہیں تھے۔! عمران کے کان کھڑے ہو گئے۔ کیونکہ اُس نے بھی کسی قسم کی گیس کی بو محسوس کر لی تھی.... سانس روکے کھڑا رہا.... پھر آہستہ آہستہ چلتا ہوا اُن لوگوں کے عقب میں چلا گیا۔!

وہ دونوں بُری طرح کھانستے ہوئے گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے تھے! لیکن نقاب پوش پہلے ہی کی طرح پُر سکون کھڑے رہے....! پھر عمران کو اندازہ لگانے میں دیر نہیں لگی تھی کہ وہ بظاہر معمولی نقاب محسوس ہوتے تھے لیکن حقیقتاً گیس ماسک تھے۔!

اُس نے دروازے کی طرف چھلانگ لگائی اور بولٹ گرا کر پھرتی سے دروازہ کھولا۔ دوسری اسٹین گن ابھی تک دروازے کے قریب ہی پڑی ہوئی تھی اُسے ٹھوکر مار کر راہداری میں کھسکاتا ہوا خود بھی نکل آیا۔ نقاب پوش اپنی جگہوں سے ہلے بھی نہیں تھے۔ ایسا لگتا تھا جیسے ان کی قوتِ فیصلہ جواب دے گئی ہو۔!

عمران نے دروازہ بند کر دیا۔ خوش قسمتی سے وہ اس طرف سے بھی بولٹ کیا جاسکتا تھا۔ اور نکاسی کا صرف یہی ایک دروازہ تھا۔ عمران نے اُسے بولٹ کرتے ہوئے دو تین لمبی لمبی سانسیں لیں.... اس دوران سانس روکے ہی رہا تھا۔ پھر بھی گیس اس حد تک تو اثر انداز ہو ہی چکی تھی کہ ناک کے بانسے میں سوزش محسوس ہونے لگی تھی۔

وہ ایک جانب چل پڑا.... کچھ ایسی زیادہ احتیاط بھی نہیں برت رہا تھا۔ جلد سے جلد اُس جگہ تک پہنچ جانا چاہتا تھا جہاں جولیانا فنر واٹر کو رکھا گیا تھا۔ اور غزالہ کے بارے میں یقین نہیں تھا کہ وہ بھی یہیں ہو گی۔!

اس راہداری میں مختلف جگہوں پر تین مزید دروازے نظر آئے تھے۔ وہ انہیں بے دھڑک کھولتا چلا گیا تھا۔ لیکن وہ تینوں ہی کمرے خالی ملے۔

دوسری راہداری میں مڑنے سے قبل اُس نے دونوں اسٹین گنوں کے میگزین چیک کئے تھے۔ دونوں ہی بھرے ہوئے تھے۔ ایک گن کاندھے سے لٹکائی اور دوسری ہاتھ میں لئے ہوئے دوسری راہداری میں مڑ گیا۔

وہ راہداری پہلی کی نسبت مختصر تھی۔ اور یہاں ایک جانب صرف ایک ہی دروازہ نظر آیا تھا۔ اُسے بھی جلدی سے کھول کر بوکھلائے ہوئے لہجے میں بولا۔ "نکلو جلدی سے.... یہ اکڑوں کیوں بیٹھی ہوئی ہو۔!"

جولیانا اچھل پڑی۔ کیونکہ اُس کا رخ دروازے کی طرف نہیں تھا۔

"کک.... کیا ہوا....؟" وہ لڑکھڑاتی ہوئی اُس کی طرف بڑھی۔ لیکن عمران نے کچھ کہے بغیر اُس کا ہاتھ پکڑا اور تیزی سے راہداری کے سرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ یہاں سے بائیں جانب ایک دو ڈھائی فٹ چوڑا راستہ تھا جو خاصا طویل ثابت ہوا۔ اور پھر اُس کے اختتام پر تو عمران بھی اچھل پڑا تھا۔ یہ تو وہی جگہ تھی جہاں وہ اور غزالہ بیہوشی طاری کرنے والی ڈارٹوں کا نشانہ بنے تھے۔ یعنی غزالہ کے بنگلے والا تہہ خانہ تھا۔ سامنے ہی لفٹ کیج نظر آیا۔ لیکن لفٹ موجود نہیں تھی۔

"یہ ایک اسٹین گن تم سنبھالو...." عمران نے جولیا سے کہا۔ "اور اس راستے پر نظر رکھو اگر مخالف سمت سے کوئی آتا دکھائی دے تو بے دریغ فائر کر دینا۔!"

"وہ لوگ کہاں ہیں۔!" جولیا نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"میں انہیں اُسی کمرے میں بند کر آیا ہوں۔ ہو سکتا ہے وہ کسی طرح نکل آئیں اُس صورت میں ادھر ہی آئیں گے۔!"

جولیا وہاں سے ہٹ کر بتائی ہوئی جگہ پر جا پہنچی۔ اسٹین گن اُس کے ہاتھوں میں تھی۔

عمران لفٹ کیج کی طرف آیا.... اور سوئچ بورڈ کے اُس بٹن پر انگلی رکھ دی جس سے لفٹ نیچے آتی۔

ذرا ہی سی دیر میں لفٹ نیچے آئی تھی اور کیج کا دروازہ کھل گیا تھا۔

"چلو.... جلدی کرو.... واپس آؤ....!" اُس نے جولیا کو آواز دی۔

وہ دوڑتی ہوئی اُس کے قریب آئی تھی۔ اور دونوں لفٹ میں داخل ہوگئے تھے۔

"ہم اوپر جائیں گے یا نیچے۔!" جولیا ہانپتی ہوئی بولی۔

"اوپر....پوری طرح ہوشیار رہنا....!"

عمران نے سوئچ بورڈ کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

لفٹ حرکت میں آئی تھی۔ اور جولیا نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے عمران کو پُر تشویش نظروں سے دیکھتی رہی تھی۔!

لفٹ کو بنگلے کے گراؤنڈ فلور ہی پر روک دیا گیا....دونوں باہر نکلے۔

"اور اب تم اُس جگہ کھڑی ہو کر چوکس رہو۔ میں ذرا اس لفٹ کو ناقابلِ استعمال بنادوں۔!"

جولیا سٹین گن سنبھال کر اُس جگہ کھڑی ہو گئی جہاں سے دوسری طرف نظر رکھ سکتی۔!

عمران نے نچلے سوئچ بورڈ کو بڑی تیزی سے ناکارہ بنانے کی کوشش کی تھی اور اس میں کامیاب بھی ہو گیا تھا۔ یعنی اب لفٹ تہہ خانے تک پہنچنے کے قابل نہیں رہ گئی تھی۔!

بنگلے میں سناٹا چھایا ہوا تھا۔ وہ جولیا کو وہیں روک کر کچن کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ لیکن وہاں کوئی بھی نہ ملا۔ ویسے کم از کم ایک آدھ ملازم وہاں ہر وقت ہی موجود رہتا تھا۔ پھر اُس نے پوری نچلی منزل دیکھ ڈالی تھی لیکن ایک متنفس بھی نہیں نظر آیا تھا۔!

"آخر ہم کہاں ہیں۔ اور تم کسے تلاش کر رہے ہو۔!" جولیا نے الجھ کر پوچھا۔

"یہ ایک ایسے شخص کا بنگلہ ہے جس کا میں ملازم تھا۔!"

"میں نہیں سمجھی۔!"

"اطمینان سے بتاؤں گا۔ لمبی کہانی ہے....!" عمران نے کہا اور اوپری منزل کے زینوں کی طرف بڑھ گیا۔ اس سے پہلے وہ یہ دیکھنا نہیں بھولا تھا کہ نچلی منزل کا کوئی دروازہ کھلا ہوا تو نہیں ہے۔ سب سے پہلے وہ غزالہ کی خواب گاہ میں داخل ہوا تھا۔ لیکن وہ خالی ہی ملی پھر جیلانی سیٹھ کی خواب گاہ کا رخ کیا۔

ہینڈل گھما کر دروازہ کھولا....اور اُس کے ہونٹ سیٹی بجانے کے سے انداز میں سکڑ گئے۔

جیلانی سیٹھ بستر پر چت پڑا ہوا نظر آیا تھا۔ قریب پہنچنے سے قبل ہی عمران نے اندازہ لگا لیا تھا کہ اس میں زندگی کے آثار نہیں پائے جاتے۔

سرہانے ایک لفافہ رکھا نظر آیا جس پر غزالہ کا نام تحریر تھا۔ لیکن لفافے کو بند نہیں کیا گیا تھا۔ اُس میں سے ایک تہہ کیا ہوا پرچہ برآمد ہوا۔ یہ غزالہ ہی کے نام ایک خط تھا۔!

"غزالہ! تم نے مجھے سخت مایوس کیا ہے.... میں نے ماں بن کر تمہاری پرورش کی تھی اور اپنی تربیت دینے کے انداز پر نازاں تھا۔ تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ تم اُس کر سچین ملازم کے ساتھ فرار ہو جاؤ گی.... میں کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہا۔ اس لئے زہر پی رہا ہوں.... اگر تم میں ذرہ برابر بھی غیرت باقی ہے تو تم بھی زندہ نہ رہنا اگر دوسروں کی نظروں میں ہلکی ہو کر بھی جینا پسند کرو تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ میں تو دنیا سے جا رہا ہوں۔ محض شرمندگی سے بچنے کے لئے.... خدا مجھے معاف کرے.... اگر تم سے یہ گناہ سرزد نہ ہوا ہوتا تو مجھ سے بھی یہ گناہ سرزد نہ ہوتا۔!"

تحریر کے اختتام پر اُس نے اپنا نام لکھا تھا۔ عمران نے طویل سانس لی اور جولیا سے بولا۔

"جتنی جلدی ممکن ہو نکل چلو.... ہو سکتا ہے پولیس پہنچ ہی رہی ہو۔!"

"آخر قصہ کیا ہے.... یہ تو مردہ معلوم ہوتا ہے.... کون ہے....؟"

"وہی.... جس کا میں ملازم تھا۔!" عمران نے لفافہ اپنی جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔ اور میز پر رکھے ہوئے گلاس کو بغور دیکھتا ہوا خواب گاہ سے نکل آیا۔ جولیا اُس کے پیچھے تھی۔ وہ صدر دروازے کی بجائے عمارت کے عقبی دروازے کی طرف بڑھا تھا۔ سڑک پر نہیں نکلنا چاہتا تھا۔ کیونکہ سامنے والی زیر تعمیر بستی کے بہتیرے لوگ اسے جانتے تھے۔!

اُس نے دروازہ کھولا تھا.... اور دونوں بنگلے سے نکل آئے تھے.... اس طرف ویرانہ ہی تھا۔ سڑک کے کنارے ہی کنارے بنگلے تھے اور ان کا سلسلہ دور تک پھیلا ہوا تھا۔ کچھ دور چلنے کے بعد وہ ایک خشک نالے میں اُتر گئے۔!

"آخر ہم جا کہاں رہے ہیں۔!" جولیا تھوڑی دیر بعد کراہ کر بولی۔ دفعتاً اُس کا بایاں پنجہ مڑ گیا تھا اور وہ گرتے گرتے بچی تھی۔!

"کیا تم اپنے گھر میں ان جوتوں سمیت سوئی تھیں۔!"

"قطعی نہیں.... آرام سے بستر پر سوئی تھی۔ لیکن یہ کم بخت میرے جوتے ساتھ لانا نہیں بھولے تھے۔!"

"خوش ذوق لوگ معلوم ہوتے ہیں۔!"

"کہیں بیٹھنے کا ٹھکانا بھی ہے یا یونہی بھٹکتے پھریں گے۔!"

"ہے کیوں نہیں۔اصل قیام تو پیلس ہوٹل میں تھا جو پولیس ہیڈ کوارٹر کے سامنے واقع ہے۔!"

"کتیا نے بچے جن دیئے یا نہیں....!"

عمران چلتے چلتے رک کر اُسے گھورنے لگا۔

"چلتے رہو....!" وہ روا روی سے بولی "یہ بات تو سبھی جانتے ہیں کہ تم شاہ دارا کی کسی حاملہ کتیا کے لئے تشویش میں مبتلا ہو کر گھر سے بھاگے تھے۔!"

"اوہ.... تو شائد وہ ٹیلی گرام میز پر ہی رہ گیا تھا۔!"

"اور اس وقت نیمو بھی وہیں موجود تھا۔!" جولیا نے کہا۔

"خیر دیکھوں گا اُسے بھی۔!"

"کیا قصہ تھا۔!"

"نیچے دیکھ کر چلو ورنہ یہ ٹاپ ہیل جوتے میرے کاندھے پر سوار ہو جائیں گے۔!"

"کتنا اور چلنا پڑے گا۔!"

"میں نہیں جانتا کہ یہ خشک نالہ کہاں لے جائے گا۔!"

"بس تو پھر فی الحال یہیں بیٹھ جاؤ.... بائیں ٹخنے میں تکلیف بڑھتی جارہی ہے.... کہیں موچ نہ آگئی ہو....!"

"بھوک کے مارے بُرا حال ہے۔ پتا نہیں کب سے کھانا نصیب نہ ہوا ہو۔ آج کون سی تاریخ ہے....!"

"بارہ فروری.... کیوں....!"

"اُوہ.... تو اس حال میں تین دن گذرے ہیں.... گویا.... ڈیڑھ دن سے میں نے کچھ نہیں کھایا....!" عمران کراہ کر بولا۔ "بس بیٹھ ہی جاؤ.... ناحق تاریخ بتائی تھی تم نے۔ اب تو مجھ سے بھی نہیں چلا جائے گا۔!" جولیا ایک پتھر پر بیٹھ کر اپنے جوتے اتارنے لگی۔

عمران اپنے پیٹ کی قراقر سُن سُن کر منہ بنا رہا تھا۔ جولیا جوتے اتار چکی تھی۔ بایاں ٹخنہ ٹٹولتی ہوئی بولی "سخت تکلیف ہو گئی ہے۔!"

"بتاؤ.... میں تمہارے لئے کیا کر سکتا ہوں۔!"

"جھک مارتے رہو....!"

"یہ ناممکن ہے کہ اپنے آدمیوں میں سے کسی نے تمہارے اغواہ کنندگان کا تعاقب نہ کیا ہو۔!" عمران نے پُر تشویش لہجے میں کہا" کیونکہ نقشہ کچھ اسی طور پر ترتیب دیا گیا تھا۔!"

جولیا نے اپنا اور جوزف کا کارنامہ بیان کرتے ہوئے کہا" وہ ہانگ کانگ سے آیا تھا۔ تعلق پیری تانگ سے بتاتا ہے.... اس کا یہ مطلب ہوا کہ منشیات کی اسمگلنگ کا چکر معلوم ہوتا ہے۔!"

"اُس سے اور کیا معلومات حاصل ہوئیں.... لیکن ٹھہرو.... ہم شائد کسی نالے میں بیٹھے ہوئے ہیں۔!" عمران نے کہا اور اٹھ ہی رہا تھا کہ منہ کے بل نیچے چلا گیا۔! جولیا خود اُس پر آگری تھی.... ایسا ہی زبردست دھماکہ تھا۔ زمین ہل کر رہ گئی تھی.... دھماکہ زیادہ دور نہیں ہوا تھا.... وہ اٹھنے کی کوشش کر ہی رہے تھے کہ تھوڑے ہی فاصلے پر اینٹوں اور پتھروں کی بارش ہونے لگی۔

"بھاگو....!" عمران اُسے کھینچ کر اٹھاتا ہوا بولا" شائد میرے فرار نے انہیں اس حرکت پر مجبور کر دیا....!"

تھوڑی دیر بعد وہ ہائی وے کی طرف آنکلے تھے.... اور جولیا بُری طرح ہانپ رہی تھی۔ پتا نہیں کس طرح گرتی پڑتی یہاں تک پہنچی تھی۔ بائیں پیر کی تکلیف بہت زیادہ بڑھ گئی تھی۔!

"اب تو نہیں چلا جاتا....!" جولیا کراہتی ہوئی بولی۔

"پھر بیٹھ جاؤ....!" عمران بے بسی سے بولا۔ "اگر سڑک پر تمہیں کاندھے پر بٹھاؤں گا تو دوسرے بھی ہاتھ بٹانے کے لئے دوڑ پڑیں گے۔!"

"کمینے ہو....!" کہتی ہوئی وہ سڑک کے کنارے بیٹھ گئی۔

"شائد اب پولیس کو وہاں ملبے کے ڈھیر کے علاوہ اور کچھ نہ مل سکے۔!" عمران نے کہا

"میں کچھ نہیں سُن رہی! ابھی الفاظ نہ ضائع کرو....! سوال تو یہ ہے کہ ہم اُس ہوٹل تک کیسے پہنچیں گے جہاں تمہارا قیام ہے۔!"

"شائد کسی سے لفٹ مل جائے۔!"

"لیکن ہم لفٹ دینے والے کو کیا بتائیں گے....!"

"تم اس کی فکر نہ کرو....!"

تھوڑی دیر بعد عمران نے ایک گاڑی رکوائی۔ اور گاڑی والے کو ایک دکھ بھری داستان

سنانے کے لئے اسٹارٹ لیتا ہوا بولا۔

"اور پھر اُن دونوں نے ریوالور نکال لئے۔ ہمیں گاڑی سے اتار کر سڑک کے کنارے کھڑا کردیا اور خود ہماری گاڑی لے کر چمپت ہوگئے۔!"

"کدھر گئے ہیں۔!" گاڑی والے نے پوچھا۔

عمران نے مخالف سمت میں ہاتھ اٹھادیا۔

"چلیئے دیکھتے ہیں۔!"

"جی نہیں! وہ دونوں مسلح ہیں۔! بس آپ از راہِ کرم ہمیں پولیس ہیڈ کوارٹر کے سامنے اُتار دیجئے گا.... ہم رپورٹ درج کرادیں گے....!"

"اس سے کچھ بھی نہیں ہوگا۔" گاڑی والے نے کہا۔ "یہاں اپنے معاملات خود ہی نپٹانے پڑتے ہیں۔ پولیس ہمارے باپ کی نوکر نہیں ہے۔!"

"دیکھا جائے گا جناب.... میں اُن کے پیچھے جانے کا خطرہ مول نہیں لے سکتا۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ یہ ایک غیر ملکی خاتون ہیں.... بغرض سیاحت ہمارے ملک میں تشریف لائی ہیں.... اور اس خوفناک تجربے کی یادیں لے کر واپس جائیں گی۔!"

"آپ کی مرضی.... بیٹھ جایئے پچھلی سیٹ پر....!"

اس طرح وہ پولیس کے ہیڈ کوارٹر تک پہنچے.... پیلس ہوٹل اُس کے سامنے ہی تھا۔

"میرے لائق اور کوئی خدمت....!" گاڑی والے نے پوچھا۔

"جی نہیں شکریہ! ہم پیلس ہوٹل میں مقیم ہیں۔ رپورٹ درج کرا کے وہیں چلے جائیں گے۔!"

پھر آدھے گھنٹے کے اندر اندر عمران کو معلوم ہوگیا تھا کہ سیٹھ جیلانی کا بنگلہ ایک دھماکے کے بعد ملبے کے ڈھیر میں تبدیل ہوگیا۔!

"دراصل ہماری وجہ سے یہ سب کچھ ہوا۔!" عمران نے پُر تشویش لہجے میں کہا۔!

"اب تم اپنی کہانی سنا سکتے ہو۔!" جولیا بولی "آخر تم ان سات آدمیوں کو کس طرح ڈوج دے سکے تھے....!"

"انہوں نے خود ہی اپنے لئے گڑھا کھودا تھا۔!" عمران نے کہا اور اس کمرے کی روداد سناتا ہوا بولا۔ "میں نے انہیں قابو میں کرلینے کے بعد نکل جانا چاہا تھا۔ لیکن ٹھیک اُسی وقت کمرے کے

کسی حصے سے گیس خارج ہونے لگی۔ وہ پانچوں نقاب پوش دراصل گیس ماسک پہنے ہوئے تھے۔ اس لئے اُن پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔ لیکن وہ دونوں مسلح آدمی جو بے نقاب تھے۔ کھانستے کھانستے بیہوش ہوگئے تھے.....!"

"تم تو گیس ماسک نہیں پہنے ہوئے تھے۔! پھر کیسے بچ نکلے۔!"

"حبس دم کی مشق نے سہارا دیا تھا۔!"

"وہ کس کی لاش تھی جو ہم نے اُس بنگلے کے بیڈ روم میں دیکھی تھی۔!"

عمران جیلانی سیٹھ کے بارے میں بتانے لگا۔

"اوہ.... تو کوئی لڑکی بھی تھی تمہارے ساتھ۔" جولیا آنکھیں نکال کر بولی۔

"تھی تو لیکن اب نہ جانے کہاں اور کس حال میں ہوگی۔!"

"تو اس کے باپ نے خودکشی کرلی....!"

"مجھے اس پر شبہہ ہے۔!" عمران طویل سانس لے کر بولا۔ "اُسے زہر پینے پر مجبور کیا گیا ہوگا۔ غالباً اُن کی اسکیم یہ تھی کہ پولیس کو اُس لاش کے بارے میں اطلاع دے دیتے۔! اور سرہانے پایا جانے والا خط ہم دونوں کو اس کا ذمہ قرار دیتا اور پولیس ہماری تلاش میں نکل کھڑی ہوتی۔ لیکن میرے فرار نے اُن کا کھیل بگاڑ دیا۔ پھر انہوں نے یہی مناسب سمجھا کہ لاش کو پولیس کے ہاتھ نہ لگنے دیں۔ اب اگر ملبے سے لاش برآمد بھی ہوئی تو زہر کے بارے میں نہیں سوچا جائے گا۔ پولیس دھماکے کے اسباب کا پتا لگانے میں مشغول ہو جائے گی۔

"خواہ مخواہ انہوں نے اتنا گھماؤ پھراؤ اختیار کیا۔ اُس کے باپ سے تمہارے خلاف بیٹی کے اغواہ کی رپورٹ کرادیتے۔!"

"اور پھر میں پولیس کے ہتھے چڑھ کر اسے اُس تہہ خانے کی موجودگی کی اطلاع دے دیتا جس میں انہوں نے کسی قسم کی مشین لگا رکھی تھیں۔ ویسے میں اتنی جلدی میں تھا کہ اُن مشینوں کے بارے میں چھان بین نہ کر سکا۔!"

"تو کیا وہ سب ختم ہوگئے ہوں گے۔!"

"مجھے اس میں بھی شبہہ ہے۔! میری دانست میں عمارت انہی لوگوں نے تباہ کر دی۔ اگر میں فرار نہ ہوگیا ہوتا تو عمارت بھی برقرار رہتی۔!"

"لیکن آخر انہوں نے اپنے ایک ساتھی کو مار کیوں ڈالا۔!"

"اس لئے کہ میری اصلیت سے واقف ہو گئے تھے۔ سیٹھ جیلانی بودا آدمی تھا۔ ان کی دانست میں وہ مجھے سب کچھ بتا دیتا۔!"

"اس لئے انہوں نے اُسے ختم ہی کر دیا۔!" جولیا نے جملہ پورا کر دیا۔ لہجہ ایسا ہی تھا جیسے عمران کے بیان کو محض بکواس سمجھ رہی ہو۔

عمران نے لاپرواہی ظاہر کرنے کیلئے شانے سکوڑے تھے اور دوسری طرف دیکھنے لگا تھا۔

تھوڑی دیر بعد اُس نے کہا۔ "ابھی تک تم نے مجھے وہ فون نمبر نہیں بتایا جس پر وہ آدمی کسی سے رابطہ قائم کر کے احکام لیا کرتا تھا۔!"

"ایکس ٹو نے بتایا تھا کہ نمبر مقامی نہیں ہے۔ سات اعداد کا تھا۔!"

"اور تم نے اپنے طور پر معلوم کرنے کی بھی کوشش کی تھی کہ نمبر کہاں کا ہے۔!"

"نہیں.... میں صرف اُسی میں سر کھپاتی ہوں جو میرے ذمے ڈال دیا جاتا ہے۔!"

"مجھے بتاؤ اگر یاد ہو۔!"

"سات ایک تین دو پانچ آٹھ تین....!"

"اگر تمہاری یادداشت دھوکا نہیں دیتی تو سات ایک ڈائریکٹ ڈائیلنگ سسٹم میں شاہ دارا کا نمبر ہے....!"

"نہیں....!" جولیا چونک پڑی۔

"اب یہ دیکھنا ہے کہ یہاں تین دو پانچ آٹھ تین کس کا نمبر ہے۔!" عمران نے کہا اور فون کا ریسیور اٹھا کر روم سروس والوں سے ایک ٹیلی فون ڈائریکٹری طلب کر لی۔

"مجھے نیند آرہی ہے....!" جولیا بُرا سا منہ بنا کر بولی۔

"جا کر سو جاؤ۔!" عمران نے دوسرے کمرے کی طرف اشارہ کیا۔!

یہ تین کمروں والا سوٹ تھا۔

"نہیں ابھی نہیں....!" جولیا سر ہلا کر بولی "حاملہ کتیا والی بات تو رہ ہی گئی۔!"

"اُس نے بچے جن دیئے تھے۔!"

"[illegible]!"

"کوڈ میں نہیں تھا حقیقت تھی۔!"

اتنے میں کسی نے دروازے پر دستک دی تھی اور اجازت مل جانے پر دروازہ کھول کر اندر آیا تھا۔

روم سروس کا ویٹر ٹیلی فون ڈائرکٹری لایا تھا۔! اُس کے چلے جانے پر جولیا بولی "کیا وہ تمہاری کوئی رشتے دار تھی۔!"

"بہر حال سوئیس نہیں تھی....!" عمران مایوسانہ انداز میں سر ہلا کر بولا۔

"سوئیس کتیائیں نہیں ہوتیں۔!"

"لیکن بھونکتی بھی ہیں اور کاٹتی بھی ہیں۔!"

"تو پھر میں دانت ہی تیز کر رکھوں۔" جولیا اُٹھتی ہوئی بولی تھی۔ اور دوسرے کمرے میں چلی گئی تھی۔ عمران ڈائرکٹری کے ورق الٹتا رہا۔

اور پھر کچھ دیر بعد وہ اُس نمبر کو تلاش کر لینے میں کامیاب ہو گیا تھا.... کسی خان ضرغام کی اقامت گاہ کا نمبر تھا۔ عمارت کا نام تھا خان ولا۔



کیپٹن خاور اور لیفٹیننٹ چوہان شاہ دارا میں بھٹکتے پھر رہے تھے۔ کیونکہ انہوں نے آخر کار جولیانا فٹز واٹر کا سراغ کھو دیا تھا۔ اغواء کنندگان کا تعاقب کرتے ہوئے یہاں پہنچے تھے۔ محض اتفاق تھا کہ شاہ دارا کی ایک سڑک پر اُن کی گاڑی کا انجن اچانک بند ہو گیا.... اور اغواء کنندگان کی گاڑی آگے نکل چلی گئی....! پھر وہ آدھے گھنٹے سے قبل انجن کو دوبارہ کار آمد نہیں بنا سکے تھے۔ رات کا بقیہ حصہ ایک ہوٹل میں گذار کر پھر نکل کھڑے ہوئے۔ لیکن بس یونہی بھٹکتے پھر رہے تھے۔ انہیں یقین تھا کہ گاڑی کی نمبر پلیٹ جعلی تھی۔ اس یقین کی تصدیق یوں ہو گئی کہ رجسٹریشن آفس میں اُس نمبر کی گاڑی کا اندراج نہیں تھا۔!

"اب کیا کریں؟" خاور ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"صبر کے علاوہ اور کیا چارہ ہے۔!" چوہان فی الحال اور کیا کہہ سکتا تھا۔

"عمران بھی تو یہیں ہے۔ ایک اطلاع کے مطابق....!"

"ہاں.... اگر شاہ دارا ہی کا کوئی قصہ تھا تو یہیں ہونا چاہئے....!"

"تو پھر اُسی کی تلاش کریں۔!"

"اس سے کیا ہوگا....؟" چوہان پُر تفکر لہجے میں بولا۔

"اگر وہ بھی اس کیس سے متعلق یہاں کچھ کر رہا ہے تو کچھ لوگ یقینی طور پر اُس کی نظر میں ہوں گے! اُن کے ٹھکانوں سے واقف ہوگا.... ہو سکتا ہے جولیا وہیں کہیں لے جائی گئی ہو۔!"

"بات تو ٹھیک ہے.... لیکن عمران ہی کو کہاں تلاش کریں۔!"

"اُس کے سلسلے میں یہاں کی کسی لیڈی ڈاکٹر زیبا کا نام سنا گیا تھا۔ مطلب یہ کہ وہ میسج کسی لیڈی ڈاکٹر زیبا ہی کی طرف سے تھا۔!"

"لیکن سوال تو یہ ہے کہ ہم براہِ راست اُس سے پوچھ گچھ کر بھی سکیں گے یا نہیں پہلی ہی حماقت پچھتاوا بنی ہوئی ہے۔ ہمیں اُن کا تعاقب کرنے کی بجائے مداخلت کرنی چاہئے تھی۔ پتا نہیں بیچاری کا کیا حشر ہوا ہو۔!"

سہ پہر تک وہ کوئی فیصلہ نہیں کر سکے تھے کہ انہیں اب کیا کرنا چاہئے۔

پھر انہوں نے شاہ دارا میں ایک زبردست دھماکے کی گونج سُنی تھی اور سارے شہر میں زلزلہ سا آگیا تھا۔ لوگ گھبرا کر چھتوں کے نیچے سے کھلی فضاء میں نکل آئے تھے۔ عجیب سی بد حواسی طاری ہوگئی تھی پورے شہر پر.... کوئی کہتا ہوائی جہاز گرا ہے۔ کوئی فوج کے اسلحے کے ذخیرے کی تباہی کی کہانی سناتا۔ کہیں غیر قانونی طور پر بنائے جانے والے بموں کی بات چھڑی ہوئی تھی۔ اصل واقعہ دو گھنٹے کے بعد معلوم ہو سکا تھا۔ شہر کے ایک متمول فرد جیلانی سیٹھ کا بنگلہ دھماکے سے اڑ گیا تھا اور نہیں کہا جا سکتا تھا کہ کتنے افراد ملبے میں دب کر مر گئے ہوں۔!

"کہیں یہ بھی اُسی سلسلے کی کوئی کڑی نہ ہو....!" خاور نے کہا۔

"میں بھی یہی سوچ رہا ہوں....!" چوہان بولا۔ "اُس سر پھرے کا معاملہ ہے۔!"

"لیکن ایکس ٹو نے اُس کے بارے میں کچھ بھی نہیں کہا تھا۔!"

"وہ بیچارہ.... مجھے تو ایسا لگتا ہے جیسے وہ بھی عمران کے ہاتھوں کٹھ پتلی بن کر رہ گیا ہو۔!"

خلقت کے ہجوم میں مل کر وہ دونوں بھی ادھر جا نکلے تھے جہاں حادثہ ہوا تھا۔ وہ بنگلہ تو ڈھیر ہو ہی گیا تھا لیکن آس پاس کی چند اور عمارتیں بھی اُس دھماکے سے متاثر ہوئی تھیں.... پولیس نے ابھی تک اُس علاقے کی حد بندی نہیں کی تھی.... اس لئے فائر بریگیڈ کے عملے کو اپنے کام میں دشواری پیش آرہی تھی.... ویسے پولیس کوشش کر رہی تھی کہ لوگ ملبے کے قریب نہ

پہنچنے پائیں۔"

"اوہ.... یہ یہاں کیا کر رہی ہے۔!" دفعتاً خاور چونک کر بولا۔

"کون....؟" چوہان اُس کی طرف متوجہ ہوا۔

"ڈاکٹر زیبا.... اور کچھ پریشان سی بھی لگ رہی ہے۔!"

اس حادثے سے قبل ہی وہ زیبا کو تلاش کر کے اُس کے مکان اور مطب دیکھ چکے تھے اور دور سے خود اُسے بھی دیکھا تھا....!

"ہاں ہے تو وہی...." چوہان نے کہا! اور غیر معمولی طور پر مضطرب نظر آتی ہے.... میرا خیال ہے کہ اب ہمیں اس سے بات کرنی ہی چاہئے۔!"

"لیکن پھر سوال پیدا ہوتا ہے....!"

"کچھ نہیں.... دیکھا جائے گا!" چوہان نے کہا اور آگے بڑھ کر زیبا کے قریب جا کھڑا ہوا۔!"

"ڈاکٹر زیبا.... پلیز....!" وہ آہستہ سے بولا۔ اور زیبا اُچھل پڑی۔

"فف.... فرمایئے....!"

"ایک بے حد اہم مسئلے پر آپ سے بات کرنی تھی....!"

"یہاں.... اس وقت....!"

"جی ہاں.... اور وہ مسئلہ ہے علی عمران....!"

"اُوہ....!" زیبا کی آواز کانپ گئی۔ "آپ کون ہیں۔؟"

"اُسی کا ایک ساتھی....!"

"یعنی کہ....!"

"آپ یقین کیجئے میں وہ میسیج بھی دہرا سکتا ہوں جو آپ نے ٹیلی گرام سے اُسے بھجوائی تھی۔!"

"چچ.... چلئے.... میری گاڑی کی طرف.... یہاں اس بھیڑ میں بات نہیں کر سکتی یہ کیا ہوا.... اور کیسے ہوا....!"

خاور اور چوہان اُس کے ساتھ گاڑی تک آئے تھے۔

"وہ یہیں تھے.... اسی عمارت میں۔!" زیبا ہانپتی ہوئی بولی۔

"عمران! یہاں تھا....!"

"جی ہاں....!"

"وہ کس طرح....!"

"جب آپ ہی نہیں جانتے تو آپ کو ان کی تلاش مجھ تک کیسے لے آئی ہے۔!"

خاصا اندھیرا پھیل گیا تھا۔ وہ لوگ بھیڑ سے الگ تھلگ گاڑی کے قریب کھڑے ہوئے تھے۔!

"یہ بتانا بہت مشکل ہے ڈاکٹر۔!"

"تب پھر آپ ان کے ایسے ساتھیوں میں سے نہیں ہو سکتے جو انہیں تلاش کرتے ہوئے یہاں تک چلے آئیں۔!"

"یہ ٹھیک کہہ رہے ہیں ڈاکٹر۔!" گاڑی کے عقب سے آواز آئی۔

"یہ کون تھا....!" زیبا اچھل پڑی۔

"وہی.... جس کی ہمیں تلاش تھی۔!" خاور عمران کی آواز پہچان کر بولا۔

"لیکن ڈاکٹر میں فی الحال تمہیں اپنی شکل نہیں دکھا سکتا۔!" آواز پھر آئی۔ اور اس بار زیبا کو بھی یقین آ گیا کہ وہ عمران ہی کی آواز ہو سکتی ہے۔

اس جگہ خاصا اندھیرا تھا کیونکہ زیبا نے اپنی گاڑی زیرِ تعمیر بستی کے ایک حصے میں کھڑی کی تھی۔

"اور ڈاکٹر.... یہاں تمہاری موجودگی مناسب نہیں ہے! ان دونوں کو یہیں چھوڑ دو.... اور خود یہاں سے فوراً روانہ ہو جاؤ۔"

ڈاکٹر زیبا نے چپ چاپ تعمیل کی تھی۔ دونوں گاڑی سے الگ ہٹ کر کھڑے ہو گئے اور وہ نکلی چلی گئی۔ وہ دونوں تاریکی میں آنکھیں پھاڑنے لگے۔

"تم کہاں ہو....!" بالآخر خاور نے اُسے آواز دی۔

"ادھر.... میرے پیچھے چلے آؤ....!" عمران کی آواز آئی اور ایک دیوار کی اوٹ سے ایک سایہ نکل کر بائیں جانب بڑھا۔! خاور نے چوہان کو ٹھوکا دیا تھا اور وہ اُس کے پیچھے چل پڑے تھے۔!

کچھ دور چلنے کے بعد سایہ رک گیا اور ان کی طرف مڑ کر بولا۔ "میں ایک دشواری میں پڑ گیا ہوں۔ اس لئے میک اپ میں ہوں۔!"

"اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔" چوہان بولا۔ "ہم تمہیں آواز سے بھی پہچان سکتے ہیں.... اور ہم بھی ایک دشواری میں پڑ گئے ہیں۔!"

"تمہاری دشواری پیلس ہوٹل کے کمرہ نمبر ستائیس میں اس وقت غالباً گہری نیند سو رہی ہو گی۔!"

"کک.... کیا مطلب....؟"

"جولیا....!"

"تم کیا کہنا چاہتے ہو۔!"

"میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ تم لوگوں نے آخر اس طویل سفر کی زحمت کیوں مول لی۔ جیسے ہی احساس ہوا تھا کہ وہ اُسے شہر سے باہر لے جا رہے ہیں۔ اُسی وقت مداخلت کی ہوتی۔!"

"ہمیں اپنی غلطی کا اعتراف ہے! یہیں پہنچ کر اچانک ایک جگہ ہماری گاڑی کا انجن بند ہو گیا اور وہ نکل گئے۔!"

"محض اتفاق تھا کہ میں بھی اُسی جگہ جا پھنسا جہاں وہ پہلے ہی سے موجود تھی ورنہ شائد وہ اپنی زندگی سے ہاتھ دھو چکی ہوتی۔!"

"تو پھر اب ہمیں کیا کرنا چاہئے۔!"

"ایک عمارت میں چوروں کی طرح داخل ہونا ہے۔!"

"آخر تم کرتے کیا پھر رہے ہو۔؟" خاور بھنا کر بولا۔

"کوئی سر پیر بھی ہے اس کہانی کا....؟"

"یہاں کھڑے رہ کر گفتگو کرنا مناسب نہیں ہے۔!" عمران نے کہا "تمہاری گاڑی کہاں ہے؟"

"اُدھر سڑک پر....!"

وہاں صرف انہی کی گاڑی پارک نہیں تھی۔ درجنوں گاڑیاں تھیں۔ جیلانی گمنام آدمی نہیں تھا۔ بہتیرے ذی حیثیت لوگ جن سے اُس کے تعلقات تھے دریافت حال کے لئے آئے تھے۔ خاور کی گاڑی اُن کے درمیان اس طرح پھنس کر رہ گئی تھی کہ کئی گاڑیوں کو ہٹائے بغیر وہاں سے ہل بھی نہیں سکتی تھی۔

زیبا اس دشواری سے واقف تھی اس لئے اپنی گاڑی بستی کے اندر کھڑی کی تھی۔!" عمران نے کہا "لیکن تم پھنس گئے ہو ایسے مواقع پر جہاں کوئی گاڑی کھڑی دیکھو وہاں ہرگز اپنی گاڑی پارک نہ کرو.... تھوڑی دیر بعد واپس آؤ گے تو اسی صورت حال سے دوچار ہو جاؤ گے۔!"

"اچھا والد صاحب....!" خاور بھنا کر بولا۔ "آج تمہیں موقع مل گیا ہے کئے جاؤ نصیحتیں۔!"

"دوسری بات....!" عمران نے نرم لہجے میں کہا۔ "یہاں ساری کی ساری شہر ہی کی گاڑیاں ہوں گی۔ آپ کی گاڑی پر دوسرے شہر کی نمبر پلیٹ موجود ہے۔ اگر کسی باریک بین پولیس والے کی نظر پڑ جاتی تو اُس وقت تک گاڑی کی چھت پر چڑھا بیٹھا رہتا جب تک آپ حضرات سے ملاقات نہ ہو جاتی۔!"

"اب بس بھی کرو....!" چوہان ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "غلطیوں کا بھی سیزن ہوتا ہے! اور پھر حالات سے بے خبری بھی پٹوا دیتی ہے۔!"

وہ گاڑی میں بیٹھ گئے۔ دوسری گاڑیوں میں بھی کچھ لوگ بیٹھے ہوئے اونچی آوازوں میں حادثے سے متعلق باتیں کئے جا رہے تھے۔

"ہاں تو تم بے خبری میں پٹ جانے کی بات کر رہے تھے۔!" عمران بولا۔

"یقیناً تم ہم سے زیادہ باخبر رہتے ہو۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو یہاں ہمیں موجود کیوں ملتے۔!" چوہان نے کہا اور خاور بولا۔

"اور اب بتاؤ کہ کتیا کے بچوں اور روزا میکسوئیل کے درمیان کیا تعلق ہے....؟"

"ہمارے ایک بیرونی ایجنٹ نے آگاہ کیا تھا کہ روزا میکسوئیل نامی لڑکی طہران سے پہنچ رہی ہے.... مشن نامعلوم! جولیا کے بیان سے معلوم ہوا کہ مشن اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہ ہماری ٹیم کو مع سربراہ روشنی میں لایا جائے۔ اور اس سے یہ بھی اندازہ ہوا کہ ہمارا وہ ایجنٹ بھی ان لوگوں کے علم میں ہے۔ اور انہوں نے اُسے خصوصیت سے اپنی طرف متوجہ کر کے نہ صرف روزا کو یہاں بھجوایا تھا بلکہ یہ تاثر بھی دینے کی کوشش کی تھی کہ وہ کسی نامعلوم مشن پر جا رہی ہے۔!"

"اچھا تو پھر....؟"

"جولیا نے جس غیر ملکی کو پکڑا تھا۔ وہ پیری تانگ کا آدمی ہے........!"

"ہم جانتے ہیں....!"

"لیکن جولیا ہی کے بیان کے مطابق وہ یہاں کے کسی فرد کی نشان دہی نہیں کر سکا البتہ ایک فون نمبر بتایا تھا جس پر وہ کسی کو اپنی رپورٹ دیتا رہتا تھا۔!"

"ہمیں فون نمبر کے بارے میں کچھ نہیں معلوم....!"

"وہ فون نمبر شاہ دارا کی ایک عمارت کا ہے....!ڈائرکٹ ڈائیلنگ۔!"

"اور کتیا نے اُسی عمارت میں بچے دیئے ہیں۔!" خاور نے ٹکڑا لگایا۔

"فی الحال کتیا کو الگ رکھو....!"

"تم تو اسی میسیج پر یہاں آئے تھے۔!"

"وہ دوسرا معاملہ ہے اُس کے بارے میں اُبھی کچھ نہیں بتا سکتا۔! بہر حال ہمیں آج رات کو اُس عمارت میں....!"

"پہلے کتیا کے بچے....!" خاور بات کاٹ کر بولا۔

"جب تک کوئی معاملہ خود میرے ذہن میں صاف نہیں ہو جاتا اُس وقت تک میں اُسے زبان پر نہیں لاتا.... وہ تو نیمو کے بچے نے رُسوا کر دیا ورنہ کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ ہوتی.... بہر حال رات اُس عمارت میں....!"

"ہمیں اس کے بارے میں کوئی ہدایت نہیں ملی کہ تمہاری کسی تجویز پر عمل کریں۔!" خاور نے سرد لہجے میں کہا۔

"شب بخیر....!" عمران نے کہا۔ اور گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔

"ارے ارے سنو تو سہی!" خاور نے بوکھلا کر کہا۔ لیکن اُس نے مڑ کر دیکھا تک نہیں تھا۔!

"تم نے اچھا نہیں کیا....!" چوہان بولا.... پھر وہ بھی گاڑی سے اترا تھا۔ لیکن عمران کہیں نہ دکھائی دیا۔



کتوں کے شور سے پورا ہال گونج رہا تھا۔! لیکن وہ شخص جو باباسگ پرست کہلاتا تھا اس غل غپاڑے میں اتنا مطمئن اور پر سکون دکھائی دیتا تھا جیسے اُس کے آس پاس آرکسٹرا کی موسیقی اٹکھیلیاں کرتی پھر رہی ہو۔

دفعتاً ایک جانب سے گھنٹی کی آواز آئی تھی۔ اور وہ اُسی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔ عجیب طرح کی مسکراہٹ اُس کے ہونٹوں پر نمودار ہوئی اور وہ اُسی جانب کے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ دروازے سے گذر کر دوسرے کمرے میں داخل ہوا تھا.... یہاں دو آدمی پہلے سے موجود تھے۔ اُسے دیکھ کر احتراماً کھڑے ہو گئے۔

"بیٹھو.... بیٹھو....!" وہ ہاتھ ہلا کر بولا۔!" مجھے علم ہے کہ تم اپنی دانست میں کوئی بُری خبر لائے ہو....!"

"آپ روشن ضمیر ہیں....!" اُن میں سے ایک بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"لیکن میں تمہاری زبان سے سننا چاہتا ہوں....!"

"وہ نکل گیا....اور اُس عورت کو بھی اپنے ساتھ لے گیا۔!"

"میں جانتا تھا کہ یہی ہوگا۔ لیکن میں تمہاری صلاحیتوں کو بھی آزمانا چاہتا تھا۔!"

"اُس کے بعد ہم نے ڈائنا مائیٹ کا ٹائیم سوئچ آن کیا۔ اور سرنگ نمبر تین سے باہر نکل آئے۔!"

"یہاں تم نے اپنے باصلاحیت ہونے کا ثبوت دیا ہے....! دھماکا سنا تھا میں نے....!" وہ مسکرا کر بولا۔

وہ دونوں حیرت سے اُسے دیکھنے لگے۔ اور وہ ہنس کر بولا۔"اس طرح نہ دیکھو میں دنیا میں اس لئے نہیں آیا کہ ملامت اور سرزنش کرتا پھروں.... تم خود غور کرو کہ تم سے کہاں غلطی ہوئی تھی خان ضرغام....!"

"مجھے احساس ہے بابا.... میں خود کو ملامت کر رہا ہوں۔ شیخی میں آکر میں اُس پر اپنی چابک اندازی کی دھاک بٹھانا چاہتا تھا۔!"

"چلو خیر.... کوئی بات نہیں۔ وہ بھی فتنہ ہے۔!"

خان ضرغام نے پورا واقعہ دہرایا۔ اور پھر اپنے ساتھی کی طرف دیکھ کر بولا۔"ان کی حاضر دماغی کی وجہ سے اُسے بھاگنا پڑا ورنہ وہ تو ہمیں قابو میں کر ہی چکا تھا۔ انہوں نے کرسی سے اٹھتے وقت گیس اسٹور یج کا لیور دبا دیا تھا۔ تھوڑی ہی دیر بعد گیس کا اخراج شروع ہو گیا۔!"

"لڑکی کہاں ہے۔!"

"جنگل والی عمارت کے تہہ خانے میں.... اُسے وہاں سے نہیں ہٹایا گیا تھا۔!"

"کیا اُسے علم ہے کہ وہ کہاں اور کن لوگوں میں ہے۔!"

"جی نہیں۔!"

"خیر.... اب جو کچھ کہہ رہا ہوں اُسے غور سے سنو....! ہانگ کانگ سے آنے والا بھی اُن

کے قبضے میں آ گیا ہے.... اُسے خان ولا ہی کا نمبر دیا گیا تھا.... ظاہر ہے کہ انہوں نے اُس سے اگلوالیا ہو گا۔!"

"جی ہاں.... لیکن ابھی تک خان ولا کے آس پاس کوئی مشتبہ آدمی نہیں دیکھا گیا۔!"

"فی الحال عمران یہاں تنہا ہی معلوم ہوتا ہے۔ لیکن آئندہ شائد تنہا نہ ہو۔ اس معاملے میں وہ لوگ مقامی پولیس سے مدد نہیں طلب کریں گے۔ کیونکہ پولیس کو ریفر کرنے کا مطلب ہوتا ہے پبلسٹی اور اگر وہ سچ مچ کتیوں کے بچوں ہی کے لئے یہاں آیا تھا تو اس معاملے کی پبلسٹی محکمہ خارجہ کو ہرگز منظور نہ ہو گی۔ لہذا مقامی پولیس کو سرے سے خارج از امکان سمجھو.... ویسے بھی اگر پولیس سے مدد لی گئی ہوتی تو مجھے اس کا علم ہو جاتا....!"

"میں سمجھ رہا ہوں....!" خان ضرغام سر ہلا کر بولا۔

"لہذا میدان میں عمران اور اُس کے ساتھیوں کے علاوہ اور کوئی نہ ہو گا۔ اَب یہ تمہاری صلاحیتوں پر منحصر ہے کہ اُن کا خاتمہ کس طرح کرتے ہو....!"

"آپ کی ہدایات کے بغیر ہماری صلاحیتیں کسی کام کی نہیں۔!"

"اچھا تو سنو.... غزالہ کو خان ولا میں لے آؤ۔ طریقہ یہ ہو گا کہ تم جنگل والی عمارت پر ریڈ کرو گے اور اُسے باور کرانے کی کوشش کرو گے کہ میرے حکم سے تم اُسے تلاش کر رہے تھے۔ جب وہ اپنی کہانی سنائے تو عمران ہی کو اصل مجرم قرار دینا۔ اور خان ولا میں لانے کے بعد اُسے بتانا کہ عمران ہی کے ہاتھوں اس کے باپ پر کیا گذری۔!"

"اور اس کے بنگلے والے تہہ خانے کے بارے میں کیا بتاؤں گا۔!"

"کہہ دینا کہ اُس کا باپ سونے کی اسمگلنگ کرتا تھا اور تہہ خانے میں ذخیرہ کرتا تھا۔!"

"ہاں یہ مناسب ہو گا۔!"

"خان ولا میں اُس پر اس کے علاوہ اور کوئی پابندی نہ ہونی چاہئے کہ وہ عمارت کی حدود سے باہر قدم نہ نکالے البتہ کھڑکیوں کے قریب کھڑی ہو کر باہر کا نظارہ کر سکتی ہے.... بہر حال اس کا مقصد یہی ہے کہ کسی طرح عمران کی نظر اس پر پڑ جائے اور پھر وہ تنہا یا اپنے ساتھیوں سمیت خان ولا میں گھسنے کی کوشش کرے۔!"

"میں سمجھ گیا.... آپ خان ولا کو جال اور غزالہ کو چارہ بنانا چاہتے ہیں۔!"

”ٹھیک سمجھے !اسی طرح تم اُس پر قابو پاسکو گے۔!“

”لیکن پولیس کو بھی بحیثیت ڈھمپ اُس کی تلاش ہو گی۔!“

”میک اپ کا ماہر ہے۔ پولیس اُس پر ہاتھ نہ ڈال سکے گی۔ البتہ اس کا اہتمام رکھنا کہ پولیس کی نظر غزالہ پر نہ پڑنے پائے۔ کیونکہ اسکیم کے مطابق تو جیلانی کی طرف سے دونوں کے فرار ہو جانے کی رپورٹ درج کرادی گئی تھی۔!“

”اب ہم خاصے محتاط رہیں گے۔!“

”بس اب جاؤ.....!“ وہ اٹھتا ہوا بولا تھا۔

وہ دونوں عمارت سے نکلے اور رات کی بیکراں تاریکی میں گم ہو گئے۔!

بابا اُس کمرے سے ہال میں دوبارہ واپس آگیا تھا۔! چند لمحے کھڑا کچھ سوچتا رہا پھر ایک اور دروازے سے گذرتا ہوا برآمدے میں نکل آیا۔

برآمدہ پوری طرح روشن تھا اور وہاں ایک لڑکی آرام کرسی پر نیم دراز برآمدے کے باہر پھیلے ہوئے اندھیرے میں گھورے جارہی تھی لیکن آنکھوں کی ویرانی نے پورے چہرے کو نہ جانے کیا بنا کر رکھ دیا تھا۔

”عامرہ.....!“ بابا نے کچھ فاصلے پر رُک کر اُسے آواز دی۔

وہ چونک کر مڑی تھی۔ لیکن دیکھنے کا انداز ایسا ہی تھا جیسے بیکراں وسعتوں میں کسی حقیر سے ذرے کو مرکز نگاہ بنانے کی کوشش کر رہی ہو۔!

”تو آج بھی میرے احترام کو نہیں اٹھی۔!“ بابا نے کہا۔

”احترام.....! کس کا احترام..... میرے علاوہ اس وسیع کائنات میں اور ہے کون.....؟“ وہ بولی تھی اور ایسا معلوم ہوا تھا جیسے کہیں دو گھنٹیاں سی بجی ہوں.....!

”خان ضرغام بھی ہے.....!“ بابا نے کہا۔

”میں تو نہیں سمجھتی.....!“

”خان ضرغام ہے اور تو اچھی طرح جانتی ہے۔!“

”میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ میں اپنے علاوہ اور کسی کے بارے میں سوچ سکوں۔!“

”خان ضرغام کا وجود ہے.....! کیا تو نے اُسے نہیں دیکھا.....!“

"میں کسی کو بھی نہیں دیکھتی.... تم جو بول رہے ہو.... محض ایک آواز ہو اور بس.... میں تمہیں سُن رہی ہوں دیکھ نہیں رہی....!"

"تم خان ولا جاؤ گی اور اپنے طریقے سے خان ضرغام کا خاتمہ کردو گی.... میری طرف دیکھ.... مجھ سے آنکھیں ملا.... ورنہ میں تجھے آسمان سے زمین پر کھینچ لاؤں گا۔!"

"نہیں....!" دفعتاً وہ خوف زدہ آواز میں بولی۔ "مجھے آسمان سے زمین پر مت لانا.... تم جو کہو گے کروں گی....!"

"خان ولا جانا ہے تجھے.... خان ضرغام تجھے پسند کرتا ہے....! صبح مجھے اطلاع ملنی چاہئے کہ وہ اپنی خواب گاہ میں مردہ پایا گیا۔!"

"پہلے تم وعدہ کرو کہ مجھے کبھی آسمان سے زمین پر نہیں لاؤ گے۔!"

"یہ تیرے اپنے رویے پر منحصر ہے....!"

"میرا اپنا کوئی رویہ نہیں.... تم جو کہتے ہو کرتی ہوں.... کرتی رہوں گی....!"

"بس تو پھر خان ولا میں جانے کی تیاری کر۔!"

"میں تیار ہوں۔!"

"صبح مجھے اُسکی موت کی اطلاع ملنی چاہئے۔! لیکن تو وہاں اپنا کوئی نشان نہیں چھوڑے گی۔!"

"کیا وہ خان ولا میں تنہا ہے....!"

"آج رات تنہا ہی ہوگا۔ کوئی ملازم بھی نہیں ہوگا۔!"

"تب پھر میں وہاں اپنا نشان نہیں چھوڑوں گی۔!" اُس نے کہا.... اور کرسی سے اٹھ کر ایک جانب بڑھ گئی.... صرف اُس کے پیر حرکت کر رہے تھے۔ چہرے پر بھی کوئی ایسا تاثر نہیں تھا جیسے وہ چل رہی ہو۔ ایسا ہی لگتا تھا جیسے کوئی لاش اٹھ کر چلنے لگی ہو۔

اور پھر برآمدے کے باہر پھیلے ہوئے اندھیرے نے اُسے بھی نگل لیا۔
